www.mohaddis.com

307

مُدیرِ اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

ملّتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلّہ

مُحدّث

فروری ۲۰۰۷ء

۲ خطبہ حج: مسلم امہ کی المناک صورتحال کا حل
۱۷ سلفیت کے خاتمے کیلئے مغرب کی حکمت عملی
۵۰ اسلام میں مرتد کی سزا اور جاوید غامدی

مجلس التحقیق الاسلامی
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL
PAKISTAN

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی مُدیر: ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہاہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر ر بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ ایڈریس: ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476 موبائل: 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.kitabosunnat.com __ www.mohaddis.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تورہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

ملت اسلامیہ کا علمی و اصلاحی مجلہ
ماہنامہ محدث
لاہور پاکستان

جلد ۳۹ شمارہ ۲
محرم الحرام ۱۴۲۸ھ
فروری ۲۰۰۷ء

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

مدیر
حافظ حسن مدنی
0333-4213525

زر سالانہ ۲۰۰ روپے
فی شمارہ ۲۰ روپے

بیرونِ ملک
زر سالانہ ۲۰ ڈالر
فی شمارہ ۲ ڈالر

Monthly MUHADDIS A/c No: 984
UBL - Model Town Crossing, Lahore

دفتر کا پتہ :
۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن
لاہور 54700
5866476
5866396
Email: hhasan@wol.net.pk

Publisher
Hafiz Abdul Rahman Madani

Printer
Shirkat Printing Press, Lahore

فہرست مضامین

فکر و نظر
مسلم اُمہ کی المناک صورتحال اور قرآنی تعلیمات — خطبہ حج — ۲

دعوت و منہاج
سلفیت کے خاتمے کیلئے مغرب کی حکمتِ عملی — قاضی عبدالکریم — ۲۷

دار الافتاء
صومِ عاشورا پر مشاہیر علما کے فتاویٰ — محمد اسلم صدیق — ۴۶

تحقیق و تنقید
اسلام میں مرتد کی سزا اور جاوید احمد غامدی — محمد رفیق چودھری — ۵۰

رپورٹ
مدینہ منورہ میں حدیثِ نبویؐ پر عالمی سمپوزیم — ڈاکٹر صہیب حسن — ۶۵

یادِ رفتگاں
مولانا عبدالخالق رحمانیؒ کی یاد میں — مولانا یوسف انور — ۷۵

محدث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلّی اتفاق ضروری نہیں!

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

مسلم اُمہ کی المناک صورتحال اور قرآنی تعلیمات

خطبہ حج ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۷ء (یومِ عرفہ) کا اُردو ترجمہ

اُمتِ مسلمہ اس وقت اندوہناک صورتحال سے دوچار ہے۔ اسے داخلی طور پر کئی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا سامنا ہے تو بیرونی طور پر وہ کئی سازشوں اور عسکری جارحیتوں کا شکار ہے۔ ایسی پریشان کن صورتحال میں مسلم اُمہ کے عظیم الشان اجتماع 'حج بیت اللہ' اور روحانی مرکز 'مکہ معظّمہ' سے ان مسائل کی کیا تشخیص کی جاتی اور ان کے حل کے لئے کیا لائحہ عمل پیش کیا جاتا ہے؟ خطبہ حج کے زیر نظر ترجمہ سے یہی نشاندہی مقصود ہے۔

زیر نظر خطبہ ٔحج اسلام کی جامعیت کا مظہر ہے جس کے آغاز میں اساسی عقائد و اَحکام کے علاوہ فرد و معاشرہ کی اصلاح کو کتابِ ہدایت 'قرآنِ کریم' سے پیش کیا گیا ہے۔ اسلام فرد کی اِصلاح پر زور دیتا ہے اور اسے اسلامی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیتا ہے جس سے آخر کار ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ اسلام کیا ہے اور مسلمانوں سے اس کے تقاضے کیا ہیں؟ زیر نظر خطبہ میں درج قرآنی ہدایات سے اپنی زندگیوں کا جائزہ لے کر ہم بخوبی جان سکتے ہیں کہ ہماری پستی اور درماندگی کی وجوہات اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہم اسلامی تعلیمات پر نہ صرف عمل ترک کرچکے بلکہ اسے پس پشت ڈال کر مادّیت اور آزادروی کے غلام بن چکے ہیں۔

اس خطبہ میں حالاتِ حاضرہ کی ایک اجمالی منظر کشی کے بعد مسلم اُمہ کے مختلف ذمہ دار عناصر سے اپنا کردار صحیح بنیادوں پر ادا کرنے کی درد بھری گذارش کی گئی ہے۔ ان عناصر کے کردار کا اس مخلصانہ دعوت سے موازنہ کرکے ہمیں یہ علم ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ اپنی ذمہ داریاں کہاں تک اسلام کے مطابق ادا کررہے ہیں۔ اس خطبہ میں مرکزِ خلافت کے اِحیا، نظامِ تعلیم کی اصلاح، میڈیا کو راست روی اور مسلم حکمرانوں کو اپنی ذمہ داریاں یاد دلائی گئی ہیں۔ مسلم ممالک بالخصوص پاکستان، ترکی، تیونس، مراکش اور خلیج و مصر میں ان دنوں جس 'روشن خیال اسلام' کا صور پھونکا جارہا ہے اور اس کے لئے نظامِ تعلیم میں تبدیلی اور میڈیا پر لگاتار جن فکری انحرافات کو رواج دیا جارہا ہے، مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع کا ان اقدامات کے بارے میں تبصرہ بھی خصوصیت سے لائق توجہ ہے۔ خطبہ کے آخر میں موت، قبر، آخرت اور یومِ محشر کا تذکرہ کرکے تمام مسلمانوں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ آج کی اس پریشان کن صورتحال میں بھی اگر مسلم امہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی دینی اساس کی طرف نہیں لوٹتی تو پھر کیونکر کسی اصلاحِ احوال کی اُمید کی جاسکتی ہے۔ (حسن مدنی)

www.KitaboSunnat.com

تمام تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کو سزاوار ہے، ہم اس کی حمد وثنا کرتے ہیں اوراس کی مدد اور مغفرت کے طلبگار ہیں۔ ہم اپنے نفسوں اور برے اعمال کے شر سے اس کی پناہ میں آتے ہیں۔ جس کو وہ راہ یاب کردے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ امابعد!

لوگو! اللہ سے ڈر جاؤ جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اس کے انعام واکرام پر شکر بجالاؤ کہ اُس نے ہمیں لوگوں میں سے بہترین اُمت بنایا، ہمیں شک وشبہ سے مبرا دین مرحمت فرمایا، ہماری طرف سب رسولوں سے افضل رسول بھیجا، ہمارے لئے کتبِ سماویہ میں سے سب سے بہتر کتاب نازل فرمائی جو محکم اور واضح دلائل پر مبنی ہے۔جس میں وعد و وعید، شرک سے بچنے اورتوحید کو اپنانے کا حکم موجود ہے۔

مسلمانو! یہ کتاب تمہارے نبی ﷺ کا معجزہ ہے، آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«ما من الأنبياء نبي إلا أعطى من الآيات ما مثله آمن عليه البشر وإنما كان الذي أوتيته وحيا أوحاه الله إليّ فأرجو أن أكون أكثرهم تابعا يوم القيامة» (صحیح بخاری:۴۹۸۱)

''کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس کو کوئی نہ کوئی معجزہ نہ ملا ہو جسے دیکھ کر لوگ ایمان لائے اور مجھے اللہ نے جو معجزہ عطا فرمایا وہ وحی ہے جسے میری طرف بھیجا گیا اور مجھے اُمید ہے کہ قیامت کے دن (میں انبیا میں) میرے پیروکاروں کی تعداد زیادہ ہوگی۔''

اس کتاب میں تمام پیش آمدہ مسائل کا حل بیان کردیا گیا ہے۔قرآن نے ہمیں حج کے بارے میں رہنمائی فرمائی تا کہ ہم اس نفع بخش فریضہ کو بجالائیں، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾ (الحج:۲۸) ''تا کہ وہ اپنے لئے دینی ودنیاوی فوائد حاصل کریں۔''

اور قرآن نے ہماری رہنمائی کی کہ ہم شریعت کے اُصولوں کے مطابق دعوتِ دین، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں۔فرمایا:

☆ خطبہ حج: شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آلِ شیخ، مفتی اعظم سعودی عرب ترجمہ: کامران طاہر، ادارۂ محدث

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ﴾ (آلِ عمران:۱۰۴) ''اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو بھلائی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔''

قرآن کے ذکر کردہ چند حلال و حرام اُمور

* قرآن نے ہمیں مطلع کیا ہے کہ تمہارے معاملات میں اصل حلت ہے اور صرف وہ چیزیں حرام ہیں جن کی ممانعت کی دلیل آ چکی اور اس نے ہمیں طیبات سے استفادہ کا حکم دیا:

﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الأَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (البقرۃ:۲۹)

''اس نے تمہارے لئے ان تمام چیزوں کو پیدا کیا جو زمین میں ہیں۔''

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلاَلًا طَيِّبًا﴾ (البقرۃ:۱۶۸)

''اے لوگو! زمین میں جتنی حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں، انہیں کھاؤ''

* اس نے نہ صرف ہمارے لئے خرید وفروخت کو مباح قرار دیا بلکہ اسلامی اصولوں پر مبنی تجارت کو جہاد کے متصل ذکر کیا ہے۔ فرمایا:

﴿وَآخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الأَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللهِ
وَآخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ﴾ (المزمل:۲۰)

''اور کچھ دوسرے لوگ زمین میں سفر کریں گے، اللہ کی روزی تلاش کریں گے اور بعض دوسرے اللہ کی راہ میں قتال کریں گے۔''

* قرآنِ کریم نے جائز بیع میں منافع کے حصول کو حلال جبکہ سود کو حرام ٹھہرایا، کیونکہ وہ ظلم وزیادتی پر مبنی ہے۔ فرمایا: ﴿وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرۃ:۲۷۵)

''اور اللہ نے خرید وفروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔''

* اس نے ہمیں امانتیں ان کے مستحقین کے سپرد کرنے کا حکم دیا، فرمایا:

﴿ إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الأَمَانَاتِ إِلى أَهْلِهَا﴾ (النساء:۵۸)

''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اصل حق داروں کو ادا کرو۔''

* اس نے لاٹری اور جوا ایسے قبیح کاموں کو ہمارے لئے حرام ٹھہرایا ہے، فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلَامُ

www.KitaboSunnat.com

رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (المائدۃ:۹۰)

''اے اہل ایمان! بے شک شراب، جوا اور وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور فال نکالنے کے تیر، سب ناپاک ہیں، ان سے پرہیز کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

✳ اور رشوت کو حرام قرار دیا کہ وہ حرام کی کمائی ہے۔ قرآن کریم میں یہودیوں کے اس فعلِ شنیع کی مذمت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

﴿سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ أَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ﴾ (المائدۃ:۴۲)

''یہ لوگ جھوٹ بولنے کیلئے دوسرے کی باتوں پر کان لگاتے ہیں اور بڑے حرام خور ہیں۔''

✳ اس نے ظلم و زیادتی اور دھوکہ دہی سے کسی کا مال ہتھیانے اور ناجائز ذرائع سے دولت کمانے سے روک دیا، فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّغُلَّ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾

''اور یہ ناممکن ہے کہ کوئی نبی خیانت کرے۔ جو کوئی بھی خیانت کا مرتکب ہوگا، قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کے ساتھ اسے لایا جائے گا۔'' (آلِ عمران:۱۶۱)

✳ قرآن نے ہمیں اسراف و تبذیر اور غلط کاموں پر خرچ نہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے:

﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (الاعراف:۳۱)

''کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو، بے شک اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا، إِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا إِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾ (الاسراء:۲۶،۲۷)

''اور آپؐ فضول خرچی نہ کیجئے، بے شک فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے ربّ کا ناشکرا ہے۔''

✳ قرآن نے قدیم سے جاری رہن کے نظام کو برقرار رکھا البتہ لین دین کے معاملات میں ایسا الہامی چارٹر دیا کہ انسانی عقلیں کبھی اس کی مثال پیش نہیں کرسکتیں۔

خاندانی نظام کا استحکام اور اُمت ِمسلمہ میں اجتماعیت کو فروغ

اسلام چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا خاندانی نظام مستحکم ہو جس کے لئے قرآن میں جابجا ایسے احکامات وارد ہوئے ہیں جن کو اپنانے سے ہم خاندانی نظام کو تباہ ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

✳ خاندانی نظام کی عمارت کو قائم کرنے اور اسے انتشار سے سے بچانے کے لئے قرآن نے ہمیں کچھ بنیادی اقدامات کی ترغیب دی ہے، جن میں سے اہم ترین نکاحِ شرعی ہے:

﴿وَأَنْكِحُوا الأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾ (النور:۳۲)

''اور تم میں سے جو مرد و عورتیں بغیر بیوی و شوہر کے ہیں، ان کی شادی کردو اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کی بھی شادی کردو۔'' اور فرمایا:

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَعَ﴾ (النساء:۳)

''پس تم دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں سے شادی کرلو جنہیں تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔''

✳ اور اسلام نے خاندانی نظام میں رخنہ اندازی کے تمام راستوں کو بند کردیا ہے جن میں اہم ترین امر زنا کاری کی حرمت ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيلًا﴾ (الاسراء:۳۲)

''اور زنا کے قریب بھی مت پھٹکو، بلا شبہ وہ بڑی بے شرمی کا کام اور برا راستہ ہے۔''

✳ خاندانی نظام کے استحکام کے لئے اللہ نے مرد کو عورت پر قوّام (نگہبان) بنایا جس کی وجہ کسی صنف کی ذاتی برتری نہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق پر سے بعض کو بعض پر یک گونہ فضیلت عطا فرمائی ہے اور یہ بھی کہ مرد عورتوں کی کفالت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ (النساء:۳۴)

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں، اس بنا پر کہ جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ہے اور اس لئے بھی کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔''

✳ اسی مقصد کے لئے اللہ نے نکاح کا باقاعدہ نظام دیا اور طلاق کے احکام کو بیان فرما دیا، ارشاد ہے:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ (البقرۃ:۲۲۹) ''طلاق (رجعی) دو بار ہے۔''

☜ نیز مسلمانوں کے درمیان اجتماعی روابط کے لئے قرآنِ مجید ہمیں ایسے راستے اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے جن سے اجتماعی تعلقات میں استحکام پیدا ہو اور یہ رہنمائی مندرجہ

ذیل احکامات کی شکل میں ہے:

❁ اللہ نے ہمیں **والدین سے حسن سلوک** کا حکم دیا، فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (النساء:٣٦)

''اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

نیز ان کی اطاعت کا حکم بھی دیا لیکن ساتھ یہ ہدایت بھی کر دی کہ اگر وہ اللہ کے احکام سے روگردانی کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہ کرو، فرمایا:

﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ
فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ (لقمان:١٥)

''اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک کرو جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کی بات نہ ماننا، البتہ دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتا رہ۔''

❁ مسلمانوں کے درمیان اجتماعیت کے فروغ کے لئے اللہ نے ہمیں **ہمسایوں سے حسن معاملہ** کا حکم دیا، ارشاد ہے:

﴿وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى﴾ (النسا:٣٦) ''اور قرابت دار ہمسایہ سے (حسن سلوک کرتا رہ)''

❁ عزیز واقارب سے حسن سلوک اور **صلہ رحمی** کا حکم دیا، فرمایا:

﴿وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ﴾ (النساء:١)

''اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنے حق مانگتے ہو، اور رشتہ وقرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔''

❁ اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ آپس میں **تعاون وخیر خواہی** کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (التوبہ:٧١)

''مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے دوست ہیں۔'' مزید فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ
وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدۃ:٢)

''نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں ایک

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کا تعاون نہ کرو۔''

☜ اسی طرح قرآنِ کریم عوام اور حکام کو اُمورِ خیر میں باہمی تعاون کی تلقین کرتا ہے اور عوام کو اپنے حکام کی اطاعت کا بھی حکم دیتا ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ﴾

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحبِ امر ہوں۔'' (النساء:۵۹)

✳ دوسری طرف حاکم کو اس امر کا پابند کرتا ہے کہ وہ عدل سے فیصلہ کرے، فرمایا:

﴿وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ (النساء:۵۸)

''جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔''

✳ اور ہمیں حکم ہے کہ ہم اپنے اہم معاملات کے جھگڑے اپنے ذمہ داران کی طرف لوٹائیں:

﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الأَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ إِلَى الرَّسُوْلِ وَإِلٰى أُولِي الأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾ (النساء:۸۳)

''یہ لوگ جب کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں تو اسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو اس سے صحیح نتیجہ اخذ کرسکیں۔''

نظامِ قضا

قرآن نے عدل وانصاف کے متعلق انسانیت کو نہایت شاندار اُصول عطا کئے ہیں۔

✿ عدل اور احسان کو نظامِ قضا کی بنیاد ٹھہرایا۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾ (النحل:۹)

''اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

✳ اور حکم دیا کہ حقوق کا اندراج گواہوں کی موجودگی میں کیا جائے:

﴿ وَأَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ﴾ (البقرۃ:۲۸۲)

''(معاملات لکھتے وقت) اپنے مردوں میں سے دو کی اس پر گواہی کرالو۔''

✳ اور گواہی کو ہرگز نہ چھپایا جائے:

www.KitaboSunnat.com

﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ﴾ (البقرۃ:۲۸۳) ''شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ۔''

✳ نیز جھوٹی گواہی دینے کو حرام قرار دیا اور مسلمانوں کی یہ علامت بتلائی کہ

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ (الفرقان:۷۲) ''اور یہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔''

اور فرمایا: ﴿فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾ (الحج:۳۰)

''بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔''

نظامِ حدود وقصاص

قرآن نے حدود کے متعلق نظامِ عدل متعارف کرایا اور حکم دیا کہ چوتھائی دینار کی چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے، حالانکہ یہی ہاتھ جب امانت دار تھا تو اس کی دیت ایک بھاری رقم تھی۔ لیکن جب لوگوں کے مال اس سے محفوظ نہ رہے اور یہ ہاتھ گویا ایک ناسور بن گیا تو پھر اسے کاٹ دینے کا حکم دے دیا: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدہ:۳۸)

''چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو۔''

❁ اور غیر شادی شدہ زانی کو حرمات کی خلاف ورزی کی پاداش میں کوڑے لگانے کا حکم دیا:

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِأَةَ جَلْدَةٍ﴾ (النور:۲)

''زنا کار عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ۔''

❁ اور حکم دیا کہ دوسروں پر برائی کا جھوٹا الزام لگا کر ان کی عزتیں اُچھالنے والے کو کوڑے لگائے جائیں، فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾ (النور:۴) ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کرسکیں تو اُنہیں اسّی کوڑے لگاؤ۔''

❁ کسی کو ناحق قتل کرنے والے کو قصاص میں قتل کرنے کا قانون جاری کیا تاکہ معاشرے میں امن وامان قائم ہوسکے، فرمایا: ﴿وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ﴾ (البقرۃ:۱۷۹)

''عقل وخرد رکھنے والو! تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔'' اور فرمایا:

﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (المائدۃ:۴۵)

''ہم نے یہودیوں پر تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان کا بدلہ ہے۔''

www.KitaboSunnat.com

❁ زمین میں فساد برپا کرنیوالوں، راہزنوں اور معاشرے کا امن وامان تہ و بالا کرنیوالوں کی جڑ کاٹ دینے کے احکام صادر کئے، تاکہ اُمت کو بدامنی کے ناسور سے نجات حاصل ہو:

﴿إِنَّمَا جَزَآؤُا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (المائدة:۳۳)

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں اس لئے تگ و دو کرتے پھرتے ہیں کہ فساد برپا کریں، ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں یا وہ جلاوطن کردیے جائیں یہ ذلت ورسوائی تو ان کے لئے دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے اس سے بڑی سزا ہے۔''

اَخلاقی اُصول

مسلمانو! اسلام نے اخلاقی پہلو کو بھی تشنہ نہیں چھوڑا، بلکہ قرآنِ حکیم نے ہمیں اخلاقیات کی اصلاح کے لئے بہترین اُصول عطا کئے ہیں اور اسے سنوارنے کے لئے نبی آخرالزمان ﷺ کو ہمارے لئے ماڈل قرار دیا کیونکہ محمد ﷺ کا اخلاق ہی درحقیقت نمونہ بنانے کے لائق تھا، فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ (القلم:۴) ''بلاشبہ تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر فائز ہو۔''

✳ اس کے لئے قرآن نے ہمیں یہ تعلیم دی کہ ہم صدق کو اپنائیں اور سچوں کا ساتھ دیں:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (التوبہ:۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو۔''

✳ قول وفعل میں اخلاص سے کام لینے کی تعلیم دی: ﴿فَاعْبُدِ اللهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ﴾

''تم اللہ ہی کی بندگی کرو، دین کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے۔'' (الزمر:۲)

✳ گناہوں سے اِعراض کرتے ہوئے سچی توبہ کرنے کا حکم دیا:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (النور:۳۱)

''اے مؤمنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔''

✳ اور یہ تعلیم دی کہ اللہ سے بخشش طلب کریں، اسکی یاد کو اپنا معمول بنائیں، نیکی کے کاموں میں مال خرچ کریں، وعدوں کو پورا کریں اور معاہدوں کی پاسداری کریں، فرمانِ الٰہی

www.KitaboSunnat.com

ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ﴾ (المعارج:۳۲)

''جو لوگ اپنی امانتوں کی حفاظت کرتے اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں۔''

❁ ہر ایک کے ساتھ عدل کا برتاؤ کریں۔ دوستی اور دشمنی کو حمایت یا مخالفت کی کسوٹی نہ بنائیں:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا، اِعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾

''(ایمان والو!) کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہی خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔'' (المائدۃ:۸)

❁ خوش اخلاقی کو اپنایا جائے اور جھوٹ کو حرام سمجھا جائے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِآيَاتِ اللهِ﴾ (النحل:۱۰۵)

''جھوٹ وافترا تو وہی باندھتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں ہوتا۔''

❁ خیانت کو حرام جانا جائے۔ فرمایا:

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (الانفال:۲۷) ''اے ایمان والو! جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت کے مرتکب نہ ہو۔''

❁ فساد فی الارض کو قبیح عمل سمجھا جائے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللهَ عَلٰى مَا فِي قَلْبِهٖ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ○ وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ (البقرۃ:۲۰۴،۲۰۵)

''لوگوں میں سے وہ شخص بھی ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور وہ اپنی نیک نیتی پر بار بار اللہ کو گواہ ٹھہراتا ہے، مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے اور جب اسے اقتدار حاصل ہوجاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے، کھیتی کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے۔''

❁ نیز قرآن نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ جادو حرام ہے، اور اس سے بچنے کی تلقین کی اور اس کے ارتکاب کو کفر قرار دیا:

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حتّٰى يَقُوْلَا اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (البقرۃ:۱۰۲)

''اور وہ دونوں (ہاروت و ماروت) کسی شخص کو اس وقت تک (جادو) نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں۔''

بھائیو! اس حکم کو مانتے ہوئے نجومیوں اور جادوگروں کے دامِ فریب سے بچو، ان کی باتوں کی ہرگز توثیق نہ کرو، نہ ان کی طرف کان دھرو۔ ان کے چھوڑے ہوئے شوشوں اور اٹکل پچوؤں کو مسترد کردو۔ ان کی خرافات سے بچنے میں ہی تمہارے ایمان کی سلامتی ہے۔

قرآن کی یہ ہدایات زندگی کے ہر شعبہ کو محیط ہیں اور زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کے متعلق اس کی رہنمائی موجود نہ ہو۔ یہ ایسی کتاب ہدایت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام بھلائی کی باتیں اس میں جمع کردی ہیں۔ اللہ نے سچ فرمایا:

﴿إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ﴾ (الاسراء:۹)

''یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے۔''

موجودہ حالات اور مسلم اُمہ میں اتحاد

مسلمانانِ اسلام! آج پوری دنیا مختلف قسم کے فکری انتشار کی لپیٹ میں ہے اور یہ افکار سیاسی وفلسفی مناہج، نفع اندوزی کی پالیسی، سوشلزم وکمیونزم، خود پرستی، آزادروی، نام نہاد روشن خیالی اور اس طرح کی دیگر آزادانہ پالیسیوں پر مشتمل ہیں۔ اس فکری انتشار نے اُمتِ مسلمہ کو سوائے مشکلات وابتلا کے کچھ نہیں دیا۔ آپ جس طرف بھی نظریں دوڑائیں جنگ وجدل، بہتا ہوا خون، بکھرے ہوئے انسانی اعضا، دہشت گردی، خوف وہراس اور بدامنی کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا اور یہ سب منتشر خیالی اور کج فکری کا نتیجہ ہے۔ دنیا کو ان پراگندہ افکار سے کیا حاصل ہوا؟ کیا ان کو اپنانے سے اُنہیں اسلام کو اپنی زندگیوں سے دیس نکالا نہیں دینا پڑا؟

☜ **اے پالیسی سازو!** یادرکھو، دنیا میں امن و امان اور استحکام اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس میں الٰہی پالیسیوں کو نافذ نہ کردیا جائے۔ دنیا کو تباہی و بربادی سے بچانے کیلئے قانونِ خداوندی کو مان لینا ناگزیر ہے اور یہ اس ذات کی دی ہوئی پالیسی ہے جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے، جس نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور وہ بہتر جانتا ہے کہ اسکی اصلاح کیسے ممکن ہے؟

www.KitaboSunnat.com

وہ خود فرماتا ہے:﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ﴾ (الملک:۱۴)

''کیا وہ بھی بے علم ہوسکتا ہے جو خود خالق ہو، پھر باریک بین اور باخبر بھی ہو۔''

اور یہ امر مسلم ہے کہ ہر کاریگر ہی اپنی بنائی چیز کے متعلق بہتر جانتا ہے کہ بگاڑ کے وقت اس کی اصلاح کیسے کی جاسکتی ہے، لہٰذا دنیا میں پیدا ہونے والے بگاڑ کی اصلاح کے لئے قرآنِ کریم کی طرف رجوع کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

☜ **اے قانون سازو!** اس وقت ہماری دنیا ہلاکت، سرکشی، مخربِ عادات طریقوں اور خوفناک جنگوں کے راستے پر چل نکلی ہے۔ حالات انتہائی دگرگوں ہیں۔ حیران و پریشان عقلوں کی وضع کردہ بوگس پالیسیاں تباہ کن راستوں پر گامزن ہیں اور ان پالیسیوں نے اُمتِ مسلمہ کو خلفشار میں مبتلا کر کے تباہ و بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ ہر تدبیر کا حل اسلامی نظام میں مضمر ہے جو روح کو مضبوط عقیدہ کے ساتھ مخاطب کرتا ہے، ایسا عقیدہ جو دل کو نور و سرور سے بھر دے۔

جی ہاں! بگاڑ کا حل صرف اسلامی تعلیمات میں موجود ہے جو ایسی انصاف پرور شریعت لایا ہے جو ہر قسم کے مفادات کے لئے معتدل اور عمدہ ترین پیمانوں کو ملحوظ رکھتی ہے۔

ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کہ ہر قسم کے انتشار کا حل صرف اور صرف اسلام کی تعلیمات میں رکھ دیا گیا ہے۔ وہ ایسے معاشی نظام کو متعارف کراتا ہے جس میں اقتصادی مشکلات کا حل اور اس کی ترقی و بڑھوتری کے لئے مکمل رہنمائی کا سامان موجود ہے اور وہ ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ، مسلمان کا غیر مسلم کے ساتھ تعلقات کی ہدایات بھی دیتا ہے اور اسی طرح اجتماعی، سیاسی اور اخلاقی روابط کی حدود کا تعین کرتا ہے کہ ان کے آپس کے معاملات کیسے نپٹائے جائیں۔ اس لئے کہ اسلامی شریعت کا مصدر و منبع وہ ذات ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور یہ برکتوں والا دین 'اسلام' کسی انسان کے ہاتھ کی جادوگری اور کسی کھلنڈرے کا کھیل نہیں بلکہ تعریفات کے لائق اور دانا ہستی کی طرف سے نازل شدہ ہے۔

☜ **اے اُمتِ مسلمہ!** اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے ہمارے لئے دین اسلام منتخب کیا اور ہمارا نام 'مسلم' رکھا اور اس نام کو پسند فرمایا۔ یہ وہ نام ہے جو اللہ نے اپنے

www.KitaboSunnat.com

موحد بندوں کے لئے تجویز کیا: ﴿هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾ (الحج:۷۸)

''اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس (قرآن) میں بھی (تمہارا نام یہی ہے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ۔''

اور ہم اس صالح و مصلح اور عادل شریعت کے حامل ہونے کی وجہ سے لوگوں پر گواہ ہیں۔

اے مسلمانانِ اسلام! ہر بلند کیا جانے والا نعرہ اور پکار جو اسلام کی روح سے خالی ہو، باطل و مسترد ہے۔ آج ہماری دنیا گروہی، قومی عصبیت اور گروہی نعروں سے گونج رہی ہے۔ اللہ نے اس اُمت کو اسلام کی بدولت عزت و توقیر سے نوازا۔ ہمارے منتشر گروہوں کی شیرازہ بندی کی، ہماری صفوں میں اتحاد پیدا کیا اور ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے اُلفت ڈال دی اور جب ہم نے اسلام سے ناطہ توڑا اور غیروں کے دَر سے عزت ڈھونڈنا چاہی تو اللہ نے ہمیں ذلیل و رسوا کر دیا اور آج ہم ہر محاذ پر غیروں کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں۔

یاد کیجئے! جب عہدِ نبوت میں ایک مہاجر اور انصاری کے درمیان جھگڑا ہوا اور یہ جھگڑا ایسا طول پکڑا کہ مہاجر نے مہاجرین کو 'یا للمهاجرين' کہہ کر حمایت کے لئے پکارا، اسی طرح انصاری نے انصار کو 'یا للأنصار' کہہ کر مدد کے لئے برانگیختہ کیا۔ آپؐ نے سنا تو فرمایا: «أبدعوى الجاهلية وأنا بين أظهركم» (صحیح بخاری:۴۹۰۵، اسباب نزول للواحدی ص ۱۱۲)

''یہ جاہلیت (عصبیت) کی پکار کیسی؟ حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔''

ہمارے دین میں عصبیت کی قطعاً گنجائش نہیں، چاہے وہ عصبیت قومیت کی ہو، فارسی ہونے کی یا ترکی ہونے کی ہو اور نہ ہی کسی گزرے ہوئے یا نئے پیدا ہونے والے گروہ کی۔ اسلام نسلی، لسانی عصبیتوں سے مبرا دینی وحدت کا دین ہے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ﴾ (المومنون:۵۲)

''اور یہ تمہاری اُمت ایک ہی اُمت ہے اور میں تمہارا ربّ ہوں پس مجھ ہی سے ڈرو۔''

اے وحدتِ اسلامی کے علمبردارو! وحدت اللہ تبارک و تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے۔ اس نے ہم پر احسان فرمایا اور اس وحدت کو قائم کرنے کا حکم دیا:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آلِ عمران:۱۰۳)

''اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور بکھر نہ جاؤ۔''

اور اپنی صفوں میں اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ ہم فرمانِ رسالت ﷺ: «المسلم أخو المسلم لا يظلمه، لا يخذله ولا يحقره» (صحیح مسلم:۲۵۶۴) ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اسے بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا اور نہ ہی اس کی تحقیر کرتا ہے۔'' کو مدنظر رکھیں۔ مسلمانوں کی وحدت مضبوط بنیادوں پر قائم ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا ربّ ایک ہے، نبی ایک ہے، دین ایک ہے، قبلہ ایک ہے اور ان کی شریعت میں ان سب کا ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنا، ایک مہینے کے روزے رکھنا اور معروف مقررہ جگہ پر حج جیسی عبادت بجا لانا؛ یہ سب باتیں ایک مسلمان کو تمام اُمور میں اتحاد کی تربیت دیتی ہیں۔ اگر ہم نے بدعات وخرافات اور انحرافات سے مبرا اپنی اس وحدت کو اپنا لیا تو یقیناً رہتی دنیا تک کامیابی مسلمانوں کے لئے ہے۔ وحدت مسلمانوں کو آپس میں مل بیٹھنے، ان کو اپنی قوت مجتمع کرنے اور دلوں کو قریب کرنے پر اُبھارتی ہے، تاکہ مسلمان اپنے ربّ کی منشا کے مطابق زندگی بسر کریں اور اس مقام کو حاصل کر لیں: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾

''تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے لئے ہی پیدا کی گئی ہے۔'' (آلِ عمران:۱۱۰)

☜ **عزیز بھائیو!** دشمن ہمارے تاروپود بکھیرنے کے درپے ہے۔ وہ ہمارے مرکز یعنی ادارہ 'خلافت' کو توڑنے میں کامیاب ہو چکا، وہ ہماری وحدت کو پارہ پارہ کرنا چاہتا ہے اور ہم ہیں کہ ابھی تک خود فریبی کا شکار ہیں اور ان کی آغوش میں گر رہے ہیں۔

☜ **اے اُمتِ مسلمہ!** اللہ عزوجل نے دینِ اسلام کا انتخاب کیا ہے اور اسے تمام ادیان پر برتری دی اور محمد ﷺ کو منتخب فرمایا اور اُنہیں تمام انبیاء ورسل کا خاتم بنایا اور آپؐ کو ہدایت دے کر اور دین حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ آپؐ لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیں، اس کے ثمرات کی خوشخبری دیں، اس سے روگردانی کے عذاب کی وعید سنائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس دین کی حفاظت کرنے والا ہے، اس کا نگہبان اور اس کا مددگار ہے اور یہ ایسا دین ہے کہ اللہ نے اسے منتخب فرمایا اور اسے مکمل کیا اور اس میں عدل، رحمت،

www.KitaboSunnat.com

احسان اور دیگر تمام فضیلتیں جمع کردیں۔ اس نے اس کی تکمیل و بقا کا فیصلہ کیا ہے اور اس کی مدد کرنے والوں کی مدد کا ذمہ اُٹھایا ہے: ﴿وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ﴾ (الحج:۴۰)

''جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔''

مسلمانوں کی حالتِ زار اور اصلاح کا نبویؐ منہاج

قرآن کریم میں ہے کہ مؤمن کو مصائب و تکالیف سے آزمایا جاتا ہے تاکہ اس کی ثابت قدمی کا امتحان لیا جائے، فرمایا: ﴿وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ﴾ (آل عمران:۱۵۴)

''اور تاکہ تمہارے دلوں کے اندر پوشیدہ رازوں کو نکھارے۔''

اللہ تبارک و تعالیٰ جس کو توفیق دے اور وہ اس دین کو قبول کرلے تو اس پر سازشیوں کی سازشیں اور ہراساں کرنے والوں کی دھمکیاں کچھ اثر نہیں کرتیں، بلکہ وہ ایمان وعقیدہ میں مزید پختہ ہوجاتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ حق کو قبول کرنے والوں پر دنیا جہاں کے مال ومتاع پیش کئے گئے، لیکن اُنہوں نے اسے ٹھکرا دیا اور ان کے پایۂ استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ کفار و مشرکین نے ان کی خوشامد وچاپلوسی کا ہتھیار بھی آزما کر دیکھ لیا لیکن وہ ان کے اس دامِ تزویر میں نہ آئے اور اس دین کی حمایت سے دست کش نہ ہوئے۔ ساری تدابیر رائیگاں جانے پر ان کے ساتھ جنگ کی گئی، اُنہیں اور ان کے اہل خانہ کو اذیتیں دی گئیں، ان کے اَموال چھین لئے گئے اور اُنہیں ان کے گھروں سے نکال دیا گیا لیکن وہ اپنے مشن پر ڈٹے رہے اور ان تکالیف پر صبر کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے جس کے بدلے آخرت میں سکھ وچین اور انعامات کی زندگی ان کا مقدر ٹھہری۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جارہا ہے؟ ہمارے دین پر طعنہ زنی کی جارہی ہے، مسلمانوں کو ان کے دین کی وجہ سے گزند پہنچایا جاتا ہے، ان کے علاقوں پر حملے کئے جاتے ہیں، ان کے قدرتی و معدنی ذخائر کو لوٹ لیا گیا، دشمن کی دسترس سے ان کے گھر تک محفوظ نہیں۔ ان پر باقاعدہ منصوبہ بندی سے حملے کئے جاتے ہیں۔ ان کا حقیقی مددگار صرف اللہ ہے: ﴿وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا﴾ (الفرقان:۳۱)

''اور تیرا ربّ ہی ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے۔''

قابل افسوس امر یہ ہے کہ آج ہماری قوم میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو چکا ہے جو اُمت ِمسلمہ کے مفادات کا سوداگر بنا بیٹھا ہے۔ اس نے مسلمانوں کے سیاسی مفادات، علاقائی مال و متاع اور مادی وسائل اَغیار کے ہاتھوں بیچ ڈالے ہیں۔

☜ **اے مسلمانو!** اب بھی وقت ہے، خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ! اپنے حالات کا جائزہ لو۔ اُمت ِمسلمہ کے مقدمات خیانت و غدر کے بازار میں سستے داموں بیچے جارہے ہیں۔ ہوش کرو! منافقین اپنے آپ کو منڈیوں میں لے آئے تاکہ دشمنانِ اسلام مسلمانوں کے معاملات کی منصوبہ بندی کے لئے چلنے والے قلم خرید لیں۔ ایک اپنا اثر و رسوخ بیچ رہا ہے تو دوسرے نے اپنی فصاحت و خطابت بیچنے کو بازار میں رکھ دی ہے اور کوئی ان کو اپنی ہر چیز چند ٹھیکریوں کے بدلے بیچنے کو تیار ہے۔ ان لوگوں نے بے شرمی اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی قوم کو، اپنے بھائیوں کے خون اور اُمت ِمسلمہ کے اجتماعی مفادات کو ارزاں کردیا۔

سیرتِ طیبہ کی روشنی میں اصلاح و دعوت کی حکمت ِعملی؟ اے امت ِمسلمہ! ہر دعوت کی کامیابی کا انحصار ان مضبوط اور راسخ بنیادوں پر ہوتا ہے جو اس دعوت کی عمارت کو قائم و دائم رکھ سکیں اور اسلامی دعوت کا امتیاز یہی ہے کہ اس کے اثرات واضح اور شفاف ہیں۔ اس کا منہج پرامن ہے اور اس کی طرف بلانے والے وصف صدق سے متصف ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہماری طرف ہدایت اور دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو اللہ اور اس کی توحید کی طرف دعوت دی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے سے منع کیا۔ اور یہی آپ ﷺ کی دعوت کی اساس اور رسالت کی غرض و غایت تھی جو آپ ﷺ سے قبل تمام انبیا کا مشن رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء:٢١٤) ''اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے پر اُبھاریئے۔'' پر عمل کرتے ہوئے اور اُمت کے لئے نمونہ قائم کرنے کے لئے دعوت کی ابتدا اپنے قبیلے اور قریبی رشتے داروں سے کی۔ آپ ﷺ نے ان کے ایک ایک فرد کو اللہ کا پیغام پہنچایا۔ اس وقت تک یہ دعوت مخفی طور پر دی جارہی تھی۔ قریش آپ کی

www.KitaboSunnat.com

سرگرمیوں اور دعوت سے بخوبی واقف تھے، لیکن وہ کہتے تھے:

﴿أَجَعَلَ الآلِهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (صٓ:۵)

''کیا اس نے اتنے سارے معبودوں کو ایک ہی بنا دیا، واقعی یہ عجیب بات ہے''

جب آپ ﷺ کا مقام ذرا بڑھا تو اللہ نے آپؐ کو علیٰ الاعلان دعوت کا حکم دیا اور فرمایا:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الحجر:۹۴)

''پس آپ کو جو حکم دیا جارہا ہے، اسے کھول کر بیان کردیجئے اور مشرکین کی ذرا پروانہ کیجئے۔''

اور آپ ﷺ کو تسلی دی کہ سازشیوں کی سازشیں آپ کو گزند نہیں پہنچا سکتیں، آپ کی حفاظت میرے ذمے ہے: ﴿وَاللهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ﴾ (المائدۃ:۶۷)

''اور آپ کو اللہ لوگوں (کے گزند) سے بچالے گا۔''

آپ ﷺ نے دعوتِ دین کا علم بلند کیا اور اپنے آپ کو قبائلِ عرب کے سامنے پیش کیا۔ مسلسل دعوت و تبلیغ کے نتیجہ میں اللہ نے اپنے دین کو عزت بخشنے کیلئے اَوس وخزرج میں سے ایک گروہ کو ہدایت سے نوازا جو انصار کے لقب سے معروف ہوئے۔ اُنہوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ہم، ہماری اولادیں، ہماری عورتیں اور ہمارے خاندان والے دامے درمے سخنے ہر طرح سے آپکے ساتھ ہیں اور ہر حالات میں آپ کی حفاظت کریں گے۔ اس پر آپ ﷺ انکے پاس مدینہ منورہ تشریف لے آئے جو اسلام کی قوت وسرفرازی کا باعث ہوا۔

مسلم اُمہ کے ذمہ دار عناصر کو یاددہانی

☜ **اے اُمتِ محمدیہ!** دنیا میں گمراہ کن نظریات و افکار کا دور دورہ ہے جو ہدایت سے یکسر خالی، تاریک اور نامعلوم اَہداف اور مبہم وموہوم مقاصد کے حامل ہیں۔ اور ان نظریاتی جالوں کو بچھانے والے اپنے شکاروں کو دامِ ضلالت میں پھنسانے کے لئے بتدریج رغبت دلاتے رہتے ہیں تاکہ مسلمانوں کا اسلامی، ملی اور خاندانی تشخص مسخ کردیں اور وہ اپنے تمام نظریات چھوڑ کر اس باطل دعوت کو اپنا لیں۔ ان فکری تحریکوں کو چلانے والے پس پردہ ہیں جنہوں نے پوری دنیا کو ہلانے اور اس کے تار پود بکھیرنے، اس کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے اور ریشہ دوانیوں کو ہوا دینے کی ٹھان رکھی ہے۔ کتنی ہی دسیسہ کاریاں ہیں کہ جن کی اُنہوں نے قیادت کی؟ اور کتنے شہر

www.KitaboSunnat.com

ہیں جنہیں اُنہوں نے تباہ و برباد کردیا؟ کتنے ہی جاہل لوگ منصب، مال اور دنیا کی عارضی لذات کے حصول کے لئے ان کے دامِ فریب میں پھنس گئے اور ان کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے۔

☜ **اے عقل و دانش سے بہرہ ور لوگو!** ان تحریکوں اور ان کے نعروں سے دھوکے میں نہ آجانا۔☆ ایک مسلمان پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہے کہ اسے اسلام کی نعمت سے نوازا اور اسے اس دین کے اپنانے کا شرف بخشا کہ جس کے اہداف، آثار، غرض و غایت اور مقاصد نصف النہار کی طرح روشن اور واضح ہیں جبکہ اسکی قیادت کرنے والی ذاتِ مبارکہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی سیرت بے عیب و بے مثال ہے اور ان کے فرمودات و راہنمائی محفوظ اور دھوکہ و فریب سے مبرا ہے۔اس دین کا حامل اجر سے نوازا جائے گا اور دین کا یہ راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔

☜ **اے عمائدین و سربراہانِ اسلام!** اہل اسلام اور سرزمین اسلام کی بھاری ذمہ داری تمہارے کندھوں پر ہے۔آج عالم اسلام کٹھن حالات سے گزر رہا ہے۔ ہمارے دشمن ہمارا اسلامی تشخص مسخ کردینا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اسلام ہماری زندگی کے معاملات سے نکال دیا جائے، تاکہ ہم عالمی قوتوں کے تابع مہمل اور ذلیل ہوکر زندگی گزاریں۔ ہمارے دشمن اس وقت آسودگی اور جدید ٹیکنالوجی سے مالا مال ہیں اور ہمارے علاقوں کی معدنی دولت لوٹ رہے ہیں۔ ہماری زمینیں ان کے سیاسی وعسکری کھیلوں کا اکھاڑا بن چکی ہیں جن پر وہ آئے دن جنگی تجربے کرتے رہتے ہیں۔

☜ **اے مسلم حکمرانو!** آج ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی اسلامی شناخت اور اسلام کے شرعی وقانونی ڈھانچے کی حفاظت کی جائے۔⊙ ان کی آئندہ نسلوں کے دین اور اسلامی ثقافت پر

☆ لیکن دوسری طرف مسلم ممالک میں نام نہاد دانشور طبقہ مغربی تہذیب کی چکا چوند سے مرعوب ہوکر اسلامی تعلیمات کا ایک ایسا حلیہ تیار کرنے میں کوشاں ہے جو مغرب کے لئے قابل قبول ہو۔

⊙ توجہ طلب امر یہ ہے کہ میدانِ عرفات سے تو شریعت کے نظامِ عدل کو قائم کرنے کی صدا بلند ہورہی ہے اور ہمارے حکمران مغرب کی خوشنودی کے لئے ان کو معطل یا غیرمؤثر کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔میدانِ عرفات سے تو اسلامی ثقافت کے احیا پر اُنہیں توجہ دلائی جارہی ہے،لیکن ہمارے حکمران ملک میں مغربی ثقافت مثلاً میراتھن ریس، ویلنٹائن ڈے اور بسنت وغیرہ کو رواج دینا چاہتے ہیں۔ ح م

www.KitaboSunnat.com

برقرار رکھنے کے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔ داخلی و خارجی سرحدوں کو ناقابل تسخیر بنایا جائے اور موجودہ حالات کے پیش نظر مضبوط بنیادوں پر دلیرانہ اور جاندار موقف اپنایا جائے جس سے اُمت کے مسائل حل ہوں اور اُمت دشمن کے لئے میدانِ کارزار بننے سے بچ جائے۔ ہمیں اپنے مسائل کے حل کے لئے اِدھر اُدھر جانے کی ضرورت نہیں، ہم اُمتِ اسلام ہیں اور ہمارا ایک الگ تشخص ہے۔

☜ **اے علماے اسلام!** اے انبیا کے وارثو! اے اہل فتویٰ! سستی اور غفلت کی چادر کو اُتار پھینکو۔ اب سونے کا وقت گزر چکا۔ تم اُمہ کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ ہو۔ اپنی اُمت کے مسائل کا شرعی حل ڈھونڈو۔ اُمت کو اس وقت ایسے واضح موقف کی ضرورت ہے جس سے ان کے غصب شدہ علاقے واگزار ہوسکیں۔ اُمت آج ثقافتی وفکری یلغار کا شکار ہے۔ ان میں داخلی طور پر تکفیریت، تشدد، فقہی جمود اور آزاد روی جیسے مرض دَر آئے ہیں۔ اُنہیں ان مسائل میں رہنمائی فراہم کرو۔ مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کے بنائے جانے والے منصوبوں کے متعلق اُمت کو تمہاری راہنمائی کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو توجہ دلاؤ کہ یہ ساری مصیبتیں اس وجہ سے ہیں کہ آج تم نے دین سے تعلق توڑ کر خرافات و بدعات سے تعلق جوڑ لیا ہے۔

☜ **اے نوجوانانِ اسلام!** جوانی کا دور خطرناک دور ہے۔ نوجوانو! تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے دین کو بچانے کی فکر کرو، اپنی جانوں کو بچالو، اپنی اُمت کا خیال کرو، ہوش کے ناخن لو، قوم کی اُمیدیں تم سے وابستہ ہیں، ان کی امیدوں پر پورا اُترو۔ دشمن تمہارے سینے سے روحِ محمدؐ نکال دینا چاہتا ہے، تاکہ تمہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرسکے اور مسلمانوں

☆ منبر حج سے تعلیم کا مقصد 'ذہنوں میں اسلامی عقائد کا رسوخ' بیان ہورہا ہے اور ہمارے ہاں اسے بنیاد پرستی کی تعلیم قرار دے کر اصلاح کے نام پر مسلمانوں کے تعلیمی تقاضوں کو مسخ کیا جارہا ہے۔ مکہ معظّمہ سے یہ صدا بلند ہورہی ہے کہ اسلامی عقائد کی تعلیم اساتذہ کی ذمہ داری ہے اور ہمارے بعض اسلامی دانشور اسلامیات کی تعلیم کو نصاب سے خارج کرکے محض والدین کے رحم وکرم پر رکھ دینے کی انوکھی تجویزیں پیش کررہے ہیں۔

یہاں تعلیم کا رشتہ مسلم ماضی سے جوڑنے کی باتیں ہورہی ہیں تاکہ مسلمانوں کی تابندہ روایات زندہ ہوسکیں اور قوم کا اپنے آپ پر اعتماد بحال ہوسکے لیکن ہمارے کرم فرما نصابِ تعلیم سے اسلامی تاریخ کو نکال کر ہندو راجاؤں اور تہذیبوں کو شامل کرکے ہمارا ماضی غیر مسلموں سے جوڑنے اور قوم کی دینی اساس کو مٹانے پر تلے بیٹھے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف اپنے سوچے سمجھے منصوبوں کو آگے بڑھاتے ہوئے فتنہ فساد برباد کردے۔

☜ **اے قوم کے اساتذہ اور مربیو!** ہمارے نونہالوں کی عقلیں تمہاری مرہونِ منت ہیں۔ ان کی تربیت کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔☆ ہم چاہتے ہیں کہ ان کی تربیت اس نہج پر کی جائے کہ صحیح عقیدہ ان کے دل میں راسخ ہوجائے، وہ اخلاقِ کریمہ سے آراستہ ہوں اور عصری تقاضوں کو پورا کریں۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا منہج تعلیم ایسا ہو جو ہمارے حال کا رشتہ ہمارے ماضی سے جوڑ دے اور زمانۂ حال میں ہماری بہتری کی اُمیدوں کو برلائے۔ یقیناً اللہ کا اس اُمت کے لئے وعدہ ہے کہ ساری بھلایاں انہی کے لئے ہیں اور یہ دین ہمیشہ باقی رہنے والا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «ولا تزال طائفة من أمتى ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذَلهم ولا من خالفهم» (صحیح مسلم:۱۹۲۰)

> ''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور کسی کو ان سے کنارہ کشی اور ان کی مخالفت انہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔''

☜ **اے میڈیا کے ذمہ دارو!** ذرائع ابلاغ اُمت کی ترجمانی اور نمائندگی کا ذریعہ ہیں۔تم اطلاعات کا تبادلہ ایمانداری سے کرو اور اپنی نشریات میں سچ کو لازم پکڑو۔تمہارے ممالک معدنی ذخائر کی دولت سے مالا مال ہونے کی وجہ سے تمام عالم میں دل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میڈیا کو اسلامی عقیدہ و دین کا خادم بنادو تاکہ اسلامی تعلیمات کی اشاعت کو فروغ حاصل ہو اور اس کے ذریعے مسلمانوں کی ترقی کے ایسے منصوبوں اور نقشوں کو متعارف کردیا جائے جن سے اُمت موجودہ دور میں اور مستقبل میں فائدہ اُٹھا سکے۔ اسلامی ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے کہ اس کے ذریعے گمراہ کن نظریات کی بیخ کنی کی جائے اور ضرباتِ حق سے باطل کا دماغ

☆ مسلم میڈیا کا فرض ہے کہ وہ اسلام کا داعی بنے نہ کہ اسلام مخالف افکار ونظریات کا نمائندہ ہو، ایسے ہی قوم میں اچھی عادات اور حسن اخلاق کو ترویج دینا اس کا مشن ہونا چاہئے لیکن پاکستان کا مسلم میڈیا کیا یہ دونوں اسلامی ذمہ داریاں ادا کررہا ہے یا اس کے برعکس غیرمسلموں کا آلہ کار بن کر قوم کو عشق ومستی اور ناچ گانے کا رسیا بنانے میں پیش پیش ہے۔ہمارے بعض چینل غیروں کے ایجنڈے کی تکمیل کے لئے قوم کو تباہ کرنے پر تلے بیٹھے ہیں اور قوم کے سنجیدہ فکر لوگ ان چینلز کی کارکردگی سے بخوبی آگاہ ہیں۔اسلام کے تقاضے اور ہیں اور ہمارے قومی رجحانات میڈیا کے ذریعے دوسری سمت موڑے جارہے ہیں پھر مسلمانوں کی بدحالی کا نوحہ کیوں کر؟

www.KitaboSunnat.com

کچل دیا جائے نہ کہ ان کے ذریعے اسلام دشمن افکار ونظریات کو مسلمانوں میں گھسنے کا موقعہ دیا جائے۔ ان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ ان کے ذریعے ایسے تمام چینلز کا منہ توڑ جواب دیا جائے جو الحاد کو مسلمانوں میں داخل کرنا چاہتے ہیں، ان کے اَخلاق بگاڑ رہے ہیں اور محض اس لئے کھولے گئے ہیں کہ اُمت کے جسم کا جوڑ جوڑ علیحدہ کردیا جائے کیونکہ ان چینلز پر فحاشی،☆ جھوٹ اور باطل پروگراموں کے سوا کچھ نشر نہیں ہوتا۔

☜ **اے مسلمان بیٹیو!** تم اُمت کے جگر کے ٹکڑے، عزت کا نشان اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ دیکھو! دشمنانِ دین کے تیروں کا رُخ تمہاری طرف ہے۔ تمہاری بربادی سے متعلقہ کانفرنسوں کا انعقاد کیا جارہا ہے۔ عفت وعصمت کے تحفظ اور حجاب کے معاملہ میں سختی اختیار کرو۔ یہی اقدام تمہیں قعرِ مذلت میں گرنے سے بچا سکتا ہے۔ دیکھو، حقوقِ نسواں کے مغرب زدہ علمبرداروں کی باتوں سے دھوکا نہ کھا جانا۔ ان کے ایجنڈوں پر چلنے کا نتیجہ اللہ کی نافرمانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔◉ یہ لوگ تمہاری ساکھ اور اخلاق کو داغ دار کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے دین پر ثابت قدم رہنا تاکہ تمہیں ایک صالحہ اور پاکدامن خواتین کی حیثیت سے پہچانا جائے۔

☜ **اے ماہرین معاشیات!** یقیناً اسلامی ممالک معدنی دولت سے مالا مال ہیں اور مختلف صنعتی ممالک ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہمارے پاس ایسا اقتصادی منصوبہ کیوں نہیں جو

◉ اس حوالے سے بھی پاکستان کی صورتحال انتہائی مخدوش ہے، عورتوں کے حقوق کے نام پر زنان بازاری کے حقوق کا تحفظ کیا جارہا ہے اور مسلم خاتون کو اس کی اصل ذمہ داری چھڑوا کر شمع محفل بنانے کیلئے مغربی ایجنڈے کو پوری قوت سے نافذ کیا جارہا ہے۔ مغربی حقوقِ نسواں کے تصور کے فروغ کیلئے منعقد کی جانے والی کانفرنسوں کے اعلامیوں پر پاکستان نے دستخط کررکھے ہیں، پھر اسلامی معاشرہ کا خواب کیونکر شرمندۂ تعبیر ہوسکتا ہو؟

☆ پورے عالم اسلام کی افسوسناک صورتحال یہ ہے کہ اسلامی نظامِ معیشت دنیا بھر میں کہیں بھی نافذ العمل نہیں۔ سود، ٹیکس، بنک، جوا اور لاٹری وغیرہ نے دنیا بھر کی معیشت کو جکڑ رکھا ہے۔ اس بھیانک جرم میں جہاں مسلم عوام شریک ہیں، وہاں دراصل مسلم حکومتیں اس ظالمانہ معیشت کو تبدیل نہ کرنے کی اصل مجرم ہیں۔ سود کے خاتمے اور متبادلات کی کتنی ہی سکیمیں پاکستان کے مقتدر اداروں اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت اور تحقیقی اداروں کے پاس موجود ہیں لیکن کوئی حکومت بھی اس طرف سنجیدہ جدوجہد کے لئے آمادہ نہیں ان حالات میں اکثر بنک غیر اسلامی سکیموں کے اسلامی نام رکھ عوام کے دینی جذبے کا استحصال کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں سنجیدہ اور مسلسل جدوجہد کے بغیر غیر اسلامی نظامِ معیشت سے چھٹکارا نہیں پایا جاسکتا۔

www.KitaboSunnat.com

اسلامی ممالک کے ذخائر کو اَغیار کی غنیمت بننے سے بچا سکے۔

اس وقت سود کی لعنت عام ہو چکی ہے اور یہ خباثت ہر سو پنپ رہی ہے۔تم اس کے خاتمے کے لئے سرگرم کیوں نہیں ہوتے؟ تمہیں چاہئے تھا کہ مسلمانوں کا اجتماعی مالی مرکز قائم کرتے، جس سے لوگوں کو سود کے وبال سے چھٹکارا حاصل ہوتا۔☆ اب بھی وقت ہے اپنی ذمہ داری کو سمجھو اور سود کے تدارک کی تدابیر کرلو۔

☜ **اے برادرانِ فلسطین وعراق، برادرانِ صومالیہ وافغانستان اور ساری دنیا کے مسلمان بھائیو!** میں تمہیں اس عظیم مقام اور عظیم منبر سے، عظیم دن اور عظیم مہینے میں اللہ کے نام کا واسطہ دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم دے کر تمہیں نبیؐ کا وہ کلام سناتا ہوں جو اُنہوں نے آج کے دن اسی مقام پر اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا:

«إن دماء کم وأموالکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا في شهرکم هذا في بلدکم هذا» (صحیح بخاری:۴۴۰،صحیح مسلم:۱۶۷۹)

اور میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں، ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کے خون کا احترام کرو، اُنہیں دشمنوں کے ہاتھوں نہ بیچو۔ اپنی جانوں کو اللہ کے غضب سے بچا لو، راہ یابی کی طرف لوٹ آؤ،اپنے معاملات کو منظّم کرو اور تمام باطل اُمور سے دست کش ہوجاؤ۔ مفاداتِ عامہ کے ارفع و اعلیٰ مقصد کو اپنا نصب العین بناؤ اور اسے ہر چیز پر مقدم جانو۔ دشمن تمہارے باہمی اختلاف کو ہوا دے کر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل⊙ کرنا چاہتا ہے۔ دشمن تمہارے گھروں تک آ پہنچا اور تم ابھی تک آپس میں

⊙ مغرب کی مسلم علاقوں پر اپنا تسلط جمانے اور برقرار رکھنے کی یہ حکمت ِعملی روز روشن کی طرح واضح ہے کہ وہ وہاں کے مسلمانوں کو گروہوں میں تقسیم کرکے اور ان کے داخلی انتشار کو ہوا دے کر اپنے مذموم مقاصد پورے کرتے ہیں۔ افغانستان میں اگر شمالی اتحاد اور پاکستان سے اتحاد کے بل بوتے پر امریکہ نے اپنا اثر ورسوخ قائم کیا تو عراق میں شیعہ سنی اختلافات کو ہوا دے کر امریکہ اپنے مقاصد پورے کررہا ہے۔ حال میں ہی صدام حسین کی پھانسی کو جس طرح امریکی پالیسی سازوں نے استعمال کیا ہے، اس سے امریکہ کے خلاف غصہ پیدا ہونے کی بجائے شیعہ سنی تصادم اور اختلافات کو مزید ہوا ملی ہے۔مسلمانوں کو باہم مل کر اپنے متحدہ دشمن کا مقابلہ کرنا ہوگا، وگرنہ مسلمانوں کی صفوں میں پیدا ہونے والا انتشار ان کی قوت کو کبھی مستحکم نہ ہونے دے گا۔

www.KitaboSunnat.com

دست وگریبان ہو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے منتشر گروہوں کی شیرازہ بندی سے، تمہارے دلوں اور زبانوں میں وحدت پیدا فرمائے، یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

☜ **مسلمانو!** اللہ کی کتاب میں غوروفکر کرو، ہدایت اسی میں موجود ہے۔ اس کی تلاوت خشوع وخضوع اور حضورِ قلبی کے ساتھ کثرت سے کیا کرو۔ قرآن ہماری زندگی سے متعلقہ عبرتوں کا ذکر کرکے ہمیں جھنجھوڑتا ہے۔

❁ وہ موت جیسی تلخ حقیقت کا ذکر کرتا ہے جو ہر ذی روح کا مقدر بننے والی ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ○ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ﴾ (الزمر:۳۰،۳۱)

''یقیناً آپ (ﷺ) نے بھی موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور یہ سب (لوگ) بھی مرنے والے ہیں پھر تم قیامت کے دن اپنا مقدمہ اپنے ربّ کے سامنے پیش کروگے۔''

❁ قرآن ہمیں موت کی گھڑیوں کے متعلق بتاتا ہے:

﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ﴾ (القیامۃ:۲۶تا۲۸)

''ہرگز نہیں جب رُوح ہنسلی تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ اور اسے یقین ہوجائے گا کہ وقتِ جدائی آن پہنچا۔'' اور فرمایا:

﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾ (ق:۱۹)

''موت کی سختی یقیناً پیش آئے گی، یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا۔''

❁ قرآن اس دن سے ڈراتا ہے جس دن ہماری موت واقع ہوجائے گی اور اس دن سے بھی جب ہمیں ہماری قبروں میں رکھ دیا جائے گا:

﴿يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ○ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ﴾

''جب یہ اپنی قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑے جارہے ہوں گے، جیسے اپنے بتوں کے استھانوں کی طرف دوڑ رہے ہوں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔'' (المعارج:۴۳تا۴۴)

❁ قرآن قیامت کے دن کی ہولناکیاں بیان کرتا ہے:

www.KitaboSunnat.com

﴿يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾
''اس دن زمین و آسمان بدل کر کچھ کا کچھ کردیے جائیں گے اور سب کے سب واحد قہار کے رُوبرو پیش ہوں گے۔'' (ابراہیم:۴۸) اور فرمایا:

﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ○ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ○ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ○ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ○ وَالْمَلَكُ عَلٰى اَرْجَآئِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ○ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ﴾ (الحاقہ:۱۳تا۱۸)

''اور جب ایک دفعہ صور پھونکا جائے گا، زمین اور پہاڑوں کو اُٹھا کر ایک چوٹ میں ریزہ ریزہ کردیا جائے گا، پیش آنے والا واقعہ (قیامت) پیش آجائے گا، آسمان پھٹ جائے گا اور اس دن بالکل بودا ہوجائے گا۔ اس کے اَطراف میں فرشتے ہوں گے، اور آٹھ فرشتے تیرے ربّ کے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہوں گے، یہ وہ دن ہوگا جب تم سب لوگ پیش کئے جاؤ گے اور تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہیں رہے گا۔''

❁ قرآن ہمیں بتا تا ہے کہ تمہارے ہر قول و عمل کی نگرانی ہو رہی ہے، فرمانِ الٰہی:

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (ق:۱۸)
''کوئی لفظ انسان کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے نگہبان موجود نہ ہو۔''

اور فرمایا:

﴿وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ (الکہف:۴۹)

''اور نامہ اعمال سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس وقت تم دیکھو گے کہ مجرم لوگ اپنی کتابِ زندگی کے اندراجات سے خوفزدہ ہو رہے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے: ہائے ہماری بدبختی! یہ کیسی کتاب ہے۔ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں مندرج نہ ہو اور جو کچھ بھی وہ کرتے رہے، اس میں موجود پائیں گے اور تیرا ربّ کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔''

اور فرمایا:

﴿وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ

www.KitaboSunnat.com

مَنْشُوْرًا۝اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ﴾ (الاسراء:۱۳ تا۱۴)

''ہم نے ہرانسان کی برائی بھلائی کو اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور قیامت کے روز ہم اس کے سامنے اس کا نامہ اعمال نکالیں گے جسے وہ کھلی کتاب کی طرح پائے گا۔''

❁ وہ یومِ حشر کی ہولناکیوں سے آگاہ کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ

﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّأَحْسَنُ مَقِيْلًا﴾ (الفرقان:۲۴)

''اس دن جنتیوں کا بہتر ٹھکانہ ہوگا اور خواب گاہ بھی عمدہ ہوگی۔''

اے حی قیوم ذات، اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ربّ! ہمیں اپنے عذاب سے آزاد فرما دے۔ اے ربّ العالمین! ہماری لغزشوں سے درگزر فرما۔ اللہ تیرے یہ بندے آج کے عظیم دن اور عظیم مقام پر جمع ہوکر تیرے سامنے اپنی محتاجی، فقیری اور عجز و انکساری کا اعتراف کرتے ہوئے تیری رحمت کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے گناہوں سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی مغفرت سے ہمیں نواز دے۔ اے اللہ! ہمارے آبا کو بخش دے، ہماری ماؤں کو بخش دے، ہماری اولادوں کی اصلاح فرما۔ مسلمانوں کو خیر پر متحد کردے۔ اُنہیں عزت عطا فرما۔ ان کی کمزوری کو قوت میں بدل دے۔ ان کی بکھری ہوئی جماعتوں کو خیر پر مجتمع کردے۔ اے اللہ! ان کو بہترین حاکم نصیب فرما۔ اے ہمارے ربّ! ہمیں اور ہمارے ان مؤمن بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے گزر چکے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے بغض نہ ڈالنا، بے شک تو رؤف رحیم ہے۔

معروف قلمکار محمد عطاء اللہ صدیقی کے گوہر بار قلم سے

بسنت، اسلامی ثقافت اور پاکستان

نظریاتی وتاریخی مباحث + اہل لاہور کی نئی بسنت + بسنتی کالموں اور مراسلوں کا انتخاب + ہلاکت خیز خبریں

اپنے موضوع پر پہلی جامع اور مستند ترین کتاب

صفحات: ۳۳۶، چہار رنگہ ٹائٹل، مجلد، معیاری طباعت وکمپوزنگ ...... قیمت ۱۸۰ روپے

مجلس التحقیق الاسلامی: ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن لاہور

www.KitaboSunnat.com

دعوت و منہاج

شیخ احمد فہمی، مصر
ترجمہ: قاضی عبدالکریم☆

سَلفیّت کے خاتمے کے لئے مغرب کی حکمتِ عملی⊙

زیر نظر مضمون سلفیّت کو درپیش عالمی صورتحال بالخصوص عرب ممالک میں درپیش حالات کے تناظر میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس مضمون میں سلفیت کو 'اُصول پسند اسلام' یا 'اپنے مسائل کے حل کیلئے کتاب وسنت تک براہِ راست رسائی' کے مفہوم میں استعمال کیا گیا ہے جس کے ایک اہم مظہر کے طور پر اہل مغرب سعودی عرب اور اس کے بعض عرب ممالک میں پائی جانے والی دینی لہر کو پیش کرتے اور اسے 'وہابیت' سے موسوم کرتے ہیں۔

خبردار! سلفیت اور سلفیوں کا داخلہ ممنوع ہے! یہ آج کا وہ فیصلہ کن عنوان ہے جو کہ 'نئی صدی'، 'تیسرا ہزاریہ' یا 'نیو مڈل ایسٹ' کی دہلیز پر نصب کردیا گیا ہے۔ نئی صدی، تیسرا ہزاریہ اور نیو مڈل ایسٹ وغیرہ وہ مختلف نام ہیں جو جدید دور کے بارے میں مختلف مغربی فلسفوں/تصورات کی عکاسی کرتے ہیں۔ گو کہ یہ اصطلاحات اپنی تفاصیل اور مشمولات کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں لیکن مستقبل کے ایک نکتہ کے بارے میں یہ تینوں مغربی نظریات متفق نظر آتے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ

''دورِ جدید میں 'اُصول پسند سلفی اسلام' کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔''

ایک امریکی سٹڈی سنٹر نے مستقبل کے متوقع حالات کے بارے میں ایک مفصل بحث لکھی ہے جس میں اس سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ آج سے ۱۵ سال بعد، متعین طور پر ۲۰۲۰ء میں، دنیا کی شکل کیا ہوگی؟ اس ریسرچ کو تیار کرنے میں متعدد محققین اور ریسرچ سکالرز نے حصہ لیا اور یہ بحث امریکی خفیہ ادارے کے قومی بورڈ کی زیرنگرانی تیار کی گئی ہے۔

بحث میں مستقبل کے حالات کے بارے میں 'منظرنامہ مستقبل' کے عنوان سے چار

☆ فاضل جامعہ امام محمد بن سعود اسلامیہ، ریاض

⊙ شائع شدہ مجلّہ 'البیان' لندن شمارہ ۲۲۱، محرم ۱۴۲۷ھ

www.KitaboSunnat.com

مفروضے پیش کئے گئے ہیں:

① مراکش تا انڈونیشیا متحدہ عالمی اسلامی مملکت یا

② 'دہشت گردی' اور لاقانونیت کا عالمی غلبہ یا

③ امریکی اثر ورسوخ سے خالی گلوبلائزیشن (العولمة) کا غلبہ یا

④ دنیا پر واشنگٹن کا کنٹرول اور امریکی تہذیب کا غلبہ

اس رپورٹ کی تکمیل کے ساتھ ہی امریکی صدر نے اپنے ہفتہ وار خطاب میں مستقبل کی عالمی اسلامی مملکت کے متوقع قیام کے خطرے سے خبردار کیا۔

امریکہ کا اسلام سے یہ خوف بعض اعتبار سے درست بھی ہے لیکن چند مخصوص مقاصد کی خاطر اس کو بڑھا چڑھا کر بھی پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی دعوت کے میدان میں بہت سے مناہج و اَفکار کام کر رہے ہیں، ایسی حالت میں امریکہ کو کس منہج وفکر سے زیادہ خوف لاحق ہے:

① اسلامی سیاسی تحریکوں اور پارٹیوں سے؟

② سلفی تحریکوں اور اداروں سے؟

③ تصوف کے پورے عالم اسلام میں پھیلے ہوئے مختلف سلسلوں سے؟

④ حکومتوں کے زیرنگرانی دینی اداروں سے؟

بہت سے امریکی تھنک ٹینکس نے اس سوال کا واضح جواب دیا ہے، اور اب سب کا اس امر پر اتفاق پایا جاتا ہے کہ سلفی تحریکیں ہی امریکہ کے لئے سب سے زیادہ خوف اور پریشانی کا مرکزی سبب ہیں۔ یہاں اس اہم حقیقت کا انکشاف ایک اور سوال کو جنم دیتا ہے کہ امریکہ کو لاحق اس 'عظیم خطرہ' کا مقابلہ کرنے کے لئے کون سا طریقہ بہتر ہوسکتا ہے؟

❶ سلفیت کے متبادل افکار ومناہج کو رائج کیا جائے یا

❷ سلفیت کو اپنے زیر کنٹرول کر کے اس کی سرپرستی کی جائے یا

❸ سلفیت پر پابندی عائد کر کے اس کا مکمل صفایا کر دیا جائے

ہم آئندہ صفحات میں ان تینوں امکانات (Options) میں سے زیادہ قابل عمل اور

www.KitaboSunnat.com

مناسب کی نشاندہی کرکے اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کریں گے :

پہلا آپشن: سلفیت کا متبادل

متبادل سے مراد یہ ہے کہ مختلف مغربی اداروں کے ذریعہ ایسی تحریکوں اور مناہج وافکار کی پشت پناہی کی جائے جو مسلم اور غیر مسلم ممالک میں تیزی سے پھیلتے ہوئے سلفی منہج کے متبادل کے طور پر سامنے آسکیں۔ اہل مغرب کے ہاں اب یہ فکر مندی قدرے نمایاں ہورہی ہے کہ عوام کے اندر بہت تیزی سے پھیلتے ہوئے دینی احساس اور پھر معقول حد تک اس کے پروان چڑھنے کا اہمیت سے جائزہ لیا جائے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کی دین داری کے بارے میں مغرب کی رائے میں بہت تبدیلی آئی ہے۔ اس سے قبل وہ صرف اس اُسلوب پر عمل پیرا تھے کہ دین داری کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے جاذبِ نظر لا دینی افکار کو فروغ دیا جائے، ان کی کوشش تھی کہ جمہور مسلمانوں کی دین کے ساتھ روایتی اور نام نہاد وابستگی کو ہی مزید ترقی دی جائے۔ لیکن اس اُسلوب کی ناکامی یا مکمل مطلوبہ نتائج کے عدمِ حصول کے بعد اُنہوں نے ایک اور قدم اُٹھانے کا فیصلہ کیا، اور وہ یہ کہ مسلمانوں کو دین کی راہ سے تو نہ روکا جائے بلکہ دین کا جدید اور نظر ثانی شدہ (ریوائزڈ) ایڈیشن ان کے سامنے پیش کیا جائے۔

سلفیت کے دشمنوں کے لئے منہج سلفیت کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ اس کے داعی لوگوں کو ایسی سیدھی اور مختصر شاہراہ کے راہی بنا رہے ہیں جو لوگوں کے طرزِ معاشرت کو اسلام کے حقیقی مصادر (قرآن وسنت) سے براہِ راست ملا رہی ہے جبکہ غیر سلفی افکار و مناہج کی حالت یہ ہے کہ وہ لوگوں کو خود ساختہ افکار ونظریات کی دنیا میں گھماتے پھرتے ہیں اور وہ اُنہی میں سرگرداں رہتے ہیں، یا پھر دیگر تحریکیں ان کو شاہراہِ قرآن وسنت کو بائی پاس کروا کر آخر کار اپنے مخصوص اَہداف کی طرف لے جاتے ہیں۔

دین اسلام کا وہ 'امریکی ایڈیشن' جو مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جارہا ہے، اس کو متعارف کرانے کے لئے کچھ اس انداز سے کام ہورہا ہے:

① ایسی بعض شخصیات اور 'دینی' رہنماؤں کو منظر عام پر لایا جارہا ہے جو اسلامی تعلیمات کی 'روشن خیال' انداز میں تشریح کرتے ہیں اور لوگوں کو (نام نہاد) 'اعتدال' اور 'باہم رواداری'

www.KitaboSunnat.com

کا درس دیتے ہیں اور اپنے تئیں لوگوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام کا سلفی مفہوم شدت پسندی پر مبنی ہے۔

② بعض مسلمہ سیاسی تحریکوں کے ذریعہ لوگوں کے ذہنوں کی اس نہج پر تعمیر کی جارہی ہے کہ سلفی فکر سیاسی طور پر بالکل اپاہج ہے جبکہ دوسری تحریکیں اُن دینی اصول ومبادی کو 'قربان' کرنے کی مکمل استعداد رکھتی ہیں جو 'عظیم تر سیاسی مقاصد' کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

③ ایسے تمام سلفی ادارے اور اَفراد جو صرف دعوت کے میدان میں کام کررہے ہیں اور محض دعوتی وعلمی کام میں مصروف ہیں، ان کو بھی جہاد کے ساتھ جوڑنے اور عسکری عمل سے مربوط کرکے پیش کیا جارہا ہے، اور اس طرح گویا سلفی دعوت اور عسکری عمل کو لازم وملزوم قرار دیا جارہا ہے اور سلفیت کو عسکریت پسند منہج قرار دیا جارہا ہے۔

④ بہت سے اسلامی ممالک میں تصوف کی طرف دعوت دینے والوں کے لئے راہ ہموار کی جارہی ہے اور خاص طور پر صوفی ازم کے ان داعیوں کے لئے جنہوں نے گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد اپنے اندازِ دعوت میں واضح تبدیلی پیدا کی ہے اور وہ ہراس بات سے گریز کرتے ہیں جو مغرب کے لئے ناقابل قبول ہو۔ ایسے لوگ اسلام کو 'جدید مفہوم' کے غلاف میں پیک کرکے پیش کررہے ہیں تاکہ مغربی ثقافت کے بازار میں اس کی ترویج ہوسکے۔

یہاں پر ہم 'روشن خیالی' اور تصوف کے داعیوں کے بارے میں قدرے مزید تفصیل پیش کریں گے:

نام نہاد اعتدال پسندی کے علمبردار

جہاں تک روشن خیالی یا اعتدال پسندی کی طرف بلانے والوں کا تعلق ہے تو گیارہ ستمبر کے واقعہ کے بعد ان کا ستارہ کافی چمک اُٹھا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہراس نقطہ نظر سے احتراز کرتے ہیں جو مغرب کے لئے قابل قبول نہ ہو، اور ان کے 'جذبات' کو ذرّہ بھر ٹھیس پہنچانے کا سبب بنے۔ کیونکہ ایسا کرنے کی صورت میں سپر پاور کے قہر وغضب کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ یہ روشن خیال دانشور خاص طور پر الولاء والبراء (دوستی اور دشمنی صرف اللہ کے لئے

جیسے اہم اسلامی عقیدہ کو مغربی مفادات کی دہلیز پر قربان کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کسی ایسے اسلامی ادارے یا تحریک سے تعلق رکھنے سے بھی گریز کرتے ہیں جو مغربی حکومتوں کی نظر میں مشکوک ہو۔

ایسے لوگ درحقیقت زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط حقیقی اسلام تک عوام الناس کی رسائی میں رکاوٹ پیدا کرنے والا خطرناک کردار ادا کررہے ہیں۔ وہ عوام کے پاؤں میں بیڑیاں بن کر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو دین داری کے ایک ایسے مرحلے میں روکے کھڑے ہیں جہاں پہنچ کر وہ لادینیت اور اِلحاد سے تو چھٹکارا کسی حد تک پا چکے ہیں، لیکن اسلام کا وہ مفہوم جو ائمہ اسلاف نے پیش کیا ہے، اس تک نہیں پہنچ پائے۔ یہ مذہبی رہنما زبانِ حال سے اپنے مدعوین کو یہ کہہ رہے ہیں کہ

> ''ہم آپ کو اس مرحلہ پر صحیح سلامت پہنچنے پر مبارکباد دیتے ہیں۔ بس یہی آپ کی منزل ہے، اب آپ مکمل دین دار بن چکے ہیں۔''

اسلامی بیداری یا اصلاح کا مغرب کے ہاں یہی مفہوم اور یہی اس کی سرحد ہے جس سے اس کو...... ان کی رائے میں ...... قطعاً تجاوز نہیں کرنا چاہئے۔ بہت سے مغربی مفکرین اور اہل قلم نے اس حقیقت کا صریحاً اعتراف بھی کیا ہے۔ 'جہاد واچ' نامی ویب سائٹ کا ڈائریکٹر رابرٹ سپنسر تیزی سے پھیلتے ہوئے اسلامی شعور پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

> ''آپ اس کو اسلامی بیداری کہیں یا تحریکِ اصلاح جو بھی کہیں، اس میں ضروری ہے کہ قرآنی تعلیمات کی حرف بحرف تطبیق کے منہج (سلفیت) کو روکا جائے اور اس کو دوبارہ ظہور پذیر نہ ہونے دیا جائے۔''

جبکہ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ روشن خیالی کے یہ داعی جس قدر بھی 'قربانیاں' پیش کرتے رہیں، اس وقت تک مغرب کی خوشنودی حاصل نہیں کرسکتے جب تک ایک ایک کرکے تمام اسلامی اقدار کو ترک نہ کربیٹھیں حتیٰ کہ مکمل طور پر اسلام سے دستبردار ہوجائیں، اور یہی آخرکار مغرب کا ہدف ہے۔

اسی حوالہ سے اسلام اور مسلمانوں سے زبردست عداوت رکھنے والا 'ڈینیل پائپس' جس کو

وائٹ ہاؤس میں بہت اہمیت حاصل ہے، اس نے ایک امریکی اخبار میں ''ہم اعتدال پسند مسلمانوں کو کیسے پہچانیں؟'' کے عنوان سے ایک مضمون میں لکھا ہے :

''بہت سے نام نہاد اعتدال پسند ایسے بھی ہیں جو حقیقت میں بنیاد پرست ہیں، لیکن ان کی حقیقت تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ باوجودیکہ میرے جیسے باریک بین افراد اس معاملہ میں انتہائی محنت اور بہت وقت صرف کررہے ہیں۔''

اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مغرب میں اعتدال پسندوں کو بھی شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ 'اعتدال پسند' انتہائی 'اخلاص' اور 'استقامت' سے کام کررہے ہیں۔ اس پر ہمارا تبصرہ یہ ہے کہ ڈینیل کا یہ گمان شیعہ مسلمانوں کے بارے میں تو صحیح ہوسکتا ہے جن کے ہاں تقیہ کی بہت زیادہ اہمیت ہے بلکہ ان کے ہاں دین کا ۹/۱۰ حصہ تقیہ پر مشتمل ہے، لیکن سنی مسلمانوں کے بارے میں کسی طرح بھی صحیح نہیں ہے۔ جن کے ہاں تقیہ کا کوئی تصور نہیں ہے۔ 'ڈینیل پائپس' اپنے مقصود اور مدعا کی مزید وضاحت یوں کرتا ہے :

''بنیاد پرستوں کو اب اعتدال پسندی کی ضرورت کا احساس ہورہا ہے اور وہ اب یہ سیکھنے کی کوشش کررہے ہیں کہ اعتدال پسندی کا روپ کس طرح اختیار کیا جائے، اور میرے خیال میں بلا شبہ یہ روپ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید گہرا ہوجائے گا جس کی حقیقت کو پہنچانا مزید مشکل ہوتا جائے گا۔''

دورِ جدید اور صوفی ازم

یہ موضوع بھی اپنی اہمیت کی وجہ سے قدرے تفصیل کا متقاضی ہے۔ تصوف یا صوفی ازم دین حق کے سامنے بہت بڑا چیلنج ہے۔ یہ بات اب بہت سے دلائل اور براہین سے واضح ہوچکی ہے کہ امریکی اربابِ دانش کے سامنے مسلمانوں کے درمیان بڑھتے ہوئے کتاب وسنت پر مبنی دینی شعور کی موجودہ صورتِ حال میں صوفی ازم ایک بہترین متبادل راستہ ہے، جس کو مسلمانوں میں پھیلا کر اسلام کے 'خطرہ' سے بچا جاسکتا ہے۔

یہاں ہم اس دعویٰ پر کچھ دلائل پیش کرتے ہیں اور پھر چاہتے ہیں کہ دورِ جدید میں تصوف کے داعیوں کے دو نمونے بھی اپنے قارئین کے سامنے رکھیں۔

www.KitaboSunnat.com

۲۰۰۳ء میں نکسن سٹڈی سنٹر، واشنگٹن میں ''تصوف اور امریکہ کی عالمی سیاست میں اس کا متوقع کردار'' کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔ اس سیمینار کے شرکا میں معروف اسلام دشمن امریکی سکالر ڈاکٹر برنارڈ لوئیس سرفہرست تھا۔ دوسرے شرکا میں ترکی کے سابق صدر ترگت اوزال کے بھائی کرکوت اوزال اور امریکن اسلامک کونسل کے ڈائریکٹر محمد ہشام قبانی بھی شامل تھے۔ سیمینار میں اسلامی تحریکوں اور مذاہب کے حوالے سے اعداد وشمار پر مشتمل لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس مواد میں کچھ اسلامی تحریکوں کو نہایت خطرناک باور کروانے کے لئے علیحدہ گروپ میں درج کیا گیا اور اس گروپ کو سرخ دائرے کے اندر دکھایا گیا۔ اس میں ذکر تھا کہ سلفی تحریکیں دراصل علامہ ابن تیمیہؒ کی فکر سے تعلق رکھتی ہیں۔ سلفی تحریکوں میں 'وہابیت' سرفہرست تھی، اس کے علاوہ فلسطین کی اسلامی تحریکوں اور دوسری بہت سی سلفی تحریکوں کو بھی اسی گروپ میں درج کیا گیا۔

'امریکن اسلامک کونسل' صوفی ازم یا تصوف کا نمائندہ ادارہ ہے جس کے بانی جناب ہشام قبانی ہیں۔ یہ کونسل امریکی حکومت کا بڑے کھلے دل اور خلوص سے تعاون کرتی ہے اور خاص طور پر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں 'اہم معلومات' فراہم کرنے سے بھی نہیں چوکتی۔ مزید برآں امریکہ کے اندر مسلمانوں کی سرگرمیوں پر خصوصی نظر رکھتی ہے اور وقتاً فوقتاً ان کی سرگرمیوں پر مشتمل رپورٹ امریکی حکومت میں متعلقہ اداروں تک بھی پہنچاتی رہتی ہے۔

یاد رہے سابق امریکی نائب وزیر دفاع پال ولف کی اسلامک کونسل کے ممبران کے ساتھ باقاعدہ سلسلہ وار میٹنگز منعقد ہوتی تھیں جن میں اسلامی دہشت گردی کے علاوہ دوسرے اہم موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوتا تھا اور ان ملاقاتوں کے دوران اسلامک کونسل کے اراکین اسلامی خطرہ سے نمٹنے کے لئے اپنے 'مخلصانہ' مشورے امریکی وزارتِ دفاع کے ذمہ داران کے سامنے پیش کرنے کا 'شرف' بھی حاصل کیا کرتے تھے۔

ترکی میں اردگان کی پارٹی کے برسر اقتدار آنے کے بعد امریکی سفارت خانہ کے ذمہ داران نے ترکی کی اسلامی تحریکوں کے بارے میں نہایت باریکی سے معلومات جمع کرنا شروع کررکھی ہیں۔ امریکی ذمہ داران مکمل آزادی سے اسلامی تحریکوں کے مراکز اور اداروں کا دورہ

کرر ہے ہیں، اور اُنہیں ترک وزیراعظم طیب اردگان کی مکمل حمایت بھی حاصل ہے۔ یاد رہے کہ اردگان صوفی سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں۔ امریکی ذمہ داران اس بات پر غور کررہے ہیں کہ ترکی کے صوفی، امریکی حمایت کے سائے میں صوفی ازم کو پوری دنیا کے مسلمانوں میں پھیلانے کا کام انجام دیں۔ اس کے لئے امریکہ کی طرف سے ان کو مکمل سیاسی اور اقتصادی تعاون دیا جائے گا۔ اسی سلسلے میں ترک صوفیوں کو 'زیورِ علم' سے مزید آراستہ کرنے کے لئے امریکی یونیورسٹیز میں سکالرشپ دیے جائیں گے۔ (دیکھئے Sufiyah.com)

اب ہم صوفی ازم کی دو اہم عالمی شخصیات کا تذکرہ کرتے ہیں:

◉ ان میں پہلی شخصیت علی جعفری اور دوسری ہشام قبانی ہے۔ یمنی نژاد عرب علی جعفری صوفیت کا سرگرم داعی ہے۔ گذشتہ کچھ عرصہ سے اس نے کافی شہرت حاصل کی ہے۔ اس کی شہرت کا آغاز یوں ہوا کہ مصر میں اس نے مالدار اور تاجر طبقہ میں صوفیانہ انداز سے وعظ اور سماع کی مجالس منعقد کرنا شروع کیں، جن مجالس کی وجہ سے اس طبقہ کے افراد میں اس کا نام واعظ کی حیثیت سے مشہور ہوگیا۔ لوگوں کے ذہنوں میں اس کا معتبر مقام بن گیا اور یہ عموماً صوفیوں کا طریقہ کار ہے کہ وہ عوام کو قرآنی اور نبویؐ تعلیمات کے قریب کرنے کی بجائے شخصیات کے گرد جمع کرتے ہیں۔

اس کے بعد بہت سے ٹی وی چینلز پر بھی دینی پروگرامز میں علی جعفری ظاہر ہونا شروع ہوا۔ ۱۱ستمبر کے واقعہ کے بعد تو اس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں یہ ایک عالمی واعظ کی حیثیت سے معروف ہوگیا اور پھر یہ حال تھا کہ 'قبلہ حضرت' جہاں بھی جاتے، ان کے رستہ میں پھول نچھاور کئے جانے لگے۔ نہایت کم عرصہ میں اس نے امریکہ کے کئی دورے کئے۔ 'قبلہ حضرت' علی جعفری امریکہ کی متعدد ریاستوں میں جاجا کر سیمینارز اور صوفیانہ مجالس منعقد کررہے تھے جبکہ دوسری طرف صحیح اسلامی منہج وفکر کے حامل رہنماؤں کے امریکہ میں داخلہ پر پابندی لگائی جارہی تھی، جس طرح کہ معروف برطانوی نژاد نومسلم داعی یوسف اسلام کے ساتھ بارہا ایسا ہوا کہ ان کو امریکہ میں داخل ہونے سے روکا گیا اور خاص طور پر ۱۱ستمبر کے بعد تو ان پر مزید سخت پابندیاں عائد کردی گئیں۔ اس کا سبب صرف یہ تھا کہ یوسف اسلام اور

ان جیسے دوسرے داعی صوفیانہ شرک و بدعات کی بجائے صحیح اسلام جو کہ صرف اور صرف کتاب وسنت پر مبنی ہے، اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

دوسری طرف ۱۱ستمبر کے واقعہ کے اثرات علی جعفری کے حق میں نہایت مثبت رہے۔ اس کے لئے امریکہ اور یورپ کے کسی بھی ملک میں کسی بھی وقت جانے کی اجازت ہے۔ علی جعفری نے برطانیہ، آئرلینڈ، ہالینڈ اور بلجیم وغیرہ کے کئی دورے کئے۔ اس کے علاوہ وہ انڈونیشیا، سری لنکا، کینیا، تنزانیہ اور جزر القمر کے متعدد دورے بھی کر چکا ہے۔

◉ صوفی ازم کی دوسری عالمی شخصیت ڈاکٹر ہشام قبانی ہے جن کا پہلے بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔ یہ اصل میں لبنانی ہے اور امریکہ میں مقیم ہے جہاں پر اس نے 'اسلامک کونسل' کے نام سے صوفی ازم کے معروف ادارے کی بنیاد رکھی ہے۔ اسے امریکی حکومت کی زبردست حمایت حاصل ہے۔ امریکی وزارتِ دفاع اور وزارتِ خارجہ میں اس کے کئی لیکچرز ہو چکے ہیں۔ ان لیکچرز کے مقاصد کا اندازہ ان میں سے ایک لیکچر کے عنوان سے لگایا جا سکتا ہے، جو یہ ہے:

''اسلامی بنیاد پرستی اور امریکی سلامتی کے لئے اس کے خطرات''

ڈاکٹر ہشام قبانی سلفیت اور سلفیوں کا شدید دشمن ہے، خاص طور پر شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی اصلاحی دعوت کا جس کو عالم کفر اور اس کے کارندے 'وہابیت' سے موسوم کرتے ہیں۔ قبانی بھی اس دعوت کی دشمنی میں کافی شہرت رکھتا اور خالص کتاب وسنت کی دعوت کی مخالفت عبادت سمجھ کر کرتا ہے اور اس کو وائٹ ہاؤس میں تقرب حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ 'وہابیت' سے متعلقہ معلومات کیلئے امریکی حکومت اس کو نہایت نادر اور اہم مصدر سمجھتی ہے۔

امریکی حکومت کو وہ باور کرواتا ہے کہ امریکہ کی ستر فیصد مساجد پر وہابیوں کا قبضہ ہے۔ علی جعفری کی طرح ڈاکٹر ہشام قبانی بھی مکمل آزادی کے ساتھ بلکہ مکمل امریکی حمایت کے سایہ تلے پوری دنیا میں دورے کرتا ہیں۔ اس کے 'اقوالِ زرّیں' میں سے ہے کہ ''میری معتدل رائے کے مطابق اس وقت وہابی آواز مسلمانوں میں زیادہ زور اور طاقت رکھتی ہے، اسلامی لٹریچر کے میدان میں وہابیت غالب ہے اور اسی کے پاس مالی وسائل بھی زیادہ ہیں۔''

ایسی صورتِ حال میں وہ صوفی ازم کو وہابیت کے متبادل کے طور پر سامنے لانے کی دعوت

www.KitaboSunnat.com

دیتا ہے۔اس کے لائحہ عمل کے لئے وہ کہتا ہے کہ

''طلبہ کو تعلیمی اداروں میں باقاعدہ تصوف کی تعلیم دی جائے،ضروری ہے کہ طلبہ 'امن پسندی' کا درس سیکھیں اور عالمی معاشرت کے اندر گھل مل کر رہنا سیکھیں، جبکہ وہابیت نوجوانوں اور عام لوگوں کو یہ سکھلاتی ہے کہ وہ غیر مسلم معاشرے کا حصہ نہ بنیں۔ جبکہ ضروری ہے کہ ہر انسان جس معاشرے میں رہ رہا ہے، اس کے اندر رَچ بس جائے اور اس کے نظام ...... چاہے وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی...... کا حصہ بن جائے اور اس کی تعمیر میں مخلصانہ کردار ادا کرے۔ جہاں تک دین کا تعلق ہے تو اس کی حدود محض فرد کی انفرادی زندگی تک ہیں اور وہ فرد کے اور ربّ کے درمیان انفرادی تعلق کا نام ہے۔ میرے خیال میں اسلام کی تعلیمات بھی یہی ہیں۔''

(اخبار 'سنڈے سٹریٹ ٹائم' اور ویب سائٹ 'اسلام ڈیلی')

ہشام قبانی اسلامی ممالک کے دورہ جات کے ضمن میں ازبکستان کا تین مرتبہ دورہ کرچکا ہے۔ اپنے دوروں میں وہ ازبکستان کے ظالم حکمران اسلام کریموف کی بڑھ چڑھ کر تعریف وتوصیف کرتا رہتا ہے جبکہ اس حکمران کی تاریخ یہ ہے کہ اس نے برسراقتدار آتے ہی ہزاروں مسلمانوں سے اپنے ملک کی جیلوں کو بھر دیا، تمام دینی مدارس پر پابندی لگا دی اور اُنہیں بند کردیا، حجابِ اسلامی کے خلاف باقاعدہ اعلانِ جنگ کردیا، مساجد بھی اس کے ظلم سے محفوظ نہ رہیں اور ان میں سے متعدد مساجد کو مقفل کردیا گیا۔

قبانی کے ازبکستان کے آخری دورے میں ۱۲۰/افراد پر مشتمل ایک وفد اس کے ہمراہ تھا۔ اس وفد نے پورے ملک کا جگہ جگہ دورہ کیا اور قبانی کی قیادت میں ہر جگہ اسلام کو انتہائی مسخ کرکے پیش کیا، یہ لوگ صوفیانہ خرافات کے بیج لوگوں کے ذہنوں میں بکھیرتے رہے۔

ایسی صورتِ حال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ امر تعجب خیز نہ ہوگا کہ امریکی میگزین 'یو ایس نیوز' یہ خبر شائع کرتا ہے کہ ''واشنگٹن اسلامی تحریکوں کا مقابلہ کرنے کے لئے صوفی ازم کو بطورِ اسلحہ استعمال کررہا ہے اور اس کی تبلیغ اور تشہیر کے لئے کوشاں ہے۔'' اس کی خاطر تمام وسائل بروئے کار لا رہا ہے، عالم اسلام میں جگہ جگہ مزارات کی تعمیر کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے، تصوف کے متعلق پرانی کتابیں جو ابھی تک طبع نہیں ہوئیں اور مخطوطات کی صورت میں ہیں،

www.KitaboSunnat.com

ان کی طباعت کروائی جارہی اور مختلف زبانوں میں ترجمہ کرواکے ان کو شائع کیا جارہا ہے۔

یوں امریکی پالیسی ساز ادارے اس بات پر متفق ہیں کہ تصوف اور اس کے پیروکار ایک بہترین اسلحہ ہے جس کے ذریعہ پوری دنیا میں 'شدت پسند' مسلمانوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

امریکی ماہرین عالم اسلام میں صوفی ازم اور دوسری اسلامی تحریکوں کے درمیان موجود اختلافات کو اہمیت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے امریکہ نے حکومتی سطح پر براہِ راست انداز میں صوفی ازم کی مکمل حمایت کا فیصلہ کیا ہے۔

ایک امریکی میگزین کی رپورٹ کے مطابق شمالی افریقہ کے عرب ممالک کی حکومتوں نے ان ممالک میں موجود صوفی قائدین کی ایک کانفرنس منعقد کی، اور ان کے سامنے امریکی ایجنڈا رکھتے ہوئے ان کو کئی ملین ڈالر کی امداد دے کر 'شدت پسند' مسلمانوں کے خلاف میدان میں برسرپیکار ہوجانے کا مشن سونپا ہے۔

امریکی کانگرس میں موجود دینی آزادی کے متعلقہ کمیٹی بھی اپنی ایک رپورٹ میں عالم اسلام میں صوفی ازم کی مکمل حوصلہ افزائی اور حمایت کرنے کی سفارش کرچکی ہے۔

عراق کے لئے امریکہ کے خصوصی نمائندے زلمے خلیل زاد کی غیر مسلم بیوی 'شریل بینارڈ' نے کچھ عرصہ پہلے 'عالم اسلام؛ ۱۱ستمبر کے بعد' کے عنوان سے ایک کتاب لکھی ہے، جس میں اس نے عالم اسلام میں برپا ان تحریکوں اور افکار کے بارے میں لکھا ہے جو عالم اسلام میں تبدیلی لانے کی طاقت رکھتے ہیں۔ تصوف کے حوالے سے وہ لکھتی ہے کہ

''اس وقت عالم اسلام کی غالب اکثریت علاقائی اور خودساختہ عقائد وافکار کی پیروکار ہے اور یہ افکار عام طور پر 'شدت پسندی' سے دور ہیں۔ یہ لوگ قبروں کی تقدیس کرتے ہیں اور وہاں جاکر اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ ان عقائد کی کثرت نے مسلمانوں کے اندر وہ شدت پسندی ختم کردی ہے جس کی نمائندگی وہابی فکر کررہی ہے۔ اکثر لوگ جانے یا انجانے صوفی ازم پر چل رہے ہیں، یہ لوگ اپنے ممالک کی سیکولر حکومتوں کو اپنے عقائد وافکار کے لئے بالکل خطرہ نہیں سمجھتے اور نہ ہی ان کے عقائد ان کو اپنی حکومتوں کے خلاف اٹھنے پر اُکساتے ہیں۔''

آگے چل کر وہ لکھتی ہے:

''وہابی سلفی عالم اسلام میں صوفیوں اور جامد روایت پسندوں کے سخت دشمن ہیں۔ اس مخالفت

www.KitaboSunnat.com

نے اہل تصوف کو مغرب کا فطری حلیف☆ بنا دیا ہے اور وہ ریڈیکل ازم کے خلاف مغرب کے حمایتی ہیں۔'' (انٹرنیٹ اخبار 'دنیا الوطن ۱۷/ دسمبر ۲۰۰۵ء)

☜ سلفیت کے متبادل کے حوالے سے گذشتہ صفحات میں ہم نے جو کچھ ذکر کیا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ متبادل کی یہ اصطلاح سلفیت کے خلاف مغرب کی یلغار کی مکمل اور باریک بینی سے عکاسی نہیں کرتی، کیونکہ مغربی یلغار نے محض سلفیت کا متبادل لانے کے منصوبے پر اکتفا نہیں کر رکھا اور نہ ہی اس کو مسائل کا حل سمجھا ہے بلکہ بہت سے اسلامی ممالک جو مغرب کی نظر میں سلفیت کا متبادل لانے میں کامیاب ہوچکے ہیں وہ ممالک بھی ابھی تک 'سلفی خطرہ' کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں۔ اس امر کی وضاحت مندرجہ ذیل نکات سے ہوتی ہے:

اوّلاً: مغرب کو اس بات کا احساس ہے کہ دوسرے افکار اور نظریات کے برعکس سلفیت کا خطرہ اس فکر کے حامل افراد کی کثرت میں نہیں بلکہ حقیقی خطرہ اس فکر کے اندر پنہاں ہے جس کے وہ حامل ہیں۔ یہ فکر اپنے اندر کچھ ایسی خصوصیات رکھتی ہے جس کی وجہ سے یہ بڑی سرعت کے ساتھ پھیلتی ہے۔ یہ تو سلفیت کے بارے میں مغرب کا تصور ہے، لیکن یہاں ہم اسلامی تصور کا اضافہ بھی کرتے ہیں اور وہ یہ کہ دراصل سلفی فکر مکمل طور پر فطرت کے موافق منہج ہے، یعنی اگر لوگوں کو ان کی فطرت پر چھوڑ دیا جائے اور دوسرے خارجی اثرات سے دور رہیں تو وہ یقیناً کتاب وسنت پر مبنی راستے کی طرف لوٹیں گے اور اسی راستے کا نام سلفیّت ہے۔

ثانیاً: سلفی فکر اس لحاظ سے دوسرے افکار سے مختلف ہے کہ وہ معاشرہ کی اکثریت میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں بطورِ مثال عرب ملک مصر کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ وہاں پر تعداد اور پھیلاؤ کے لحاظ سے تصوف کے مختلف سلسلوں کے پیروکار سب سے زیادہ ہیں جن کی تعداد کروڑوں میں ہے، دوسرے نمبر پر اخوان المسلمین کے حلقے کے لوگ ہیں جبکہ سلفی فکر کے حاملین کی تعداد سب سے کم ہے۔ اس کے باوجود معاشرہ کی اکثریت سلفی افکار سے نہ صرف متعارف ہے بلکہ سلفیت سے کافی حد تک متاثر بھی ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ اسلامی لٹریچر

☆ تصوف کے فروغ اور اس کی حمایت کیلئے مغرب کی یہ سوچی سمجھی رائے ہے۔ پاکستان میں بھی صوفیت کے فروغ کیلئے اس کا اظہار ایک ماہ قبل مشرف کی زیر ہدایت، پنجاب حکومت کی سرپرستی میں منعقد ہونیوالی عالمی صوفی کانفرنس میں بھرپور طریقے سے ہوا اور اس کی حمایت ومخالفت میں اخبارات میں کئی کالم بھی لکھے گئے۔

www.KitaboSunnat.com

میں کتاب وسنت پر مبنی سلفی لٹریچر سب سے زیادہ مقبول ہے، اسی طرح سلفی دعاۃ اور علما کی آڈیوز اور ویڈیوز نمایاں طور پر معروف ومشہور ہیں۔

ثالثاً: سلفیت اور مغرب کے درمیان جنگ کا اصل سبب اور راز یہ ہے کہ سلفی منہج اسلام کو اس کے اصلی اور خالص مآخذ ومصادر سے حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے اور زندگی کے ہر چھوٹے اور بڑے شعبہ میں کتاب وسنت کے براہِ راست نفاذ کا درس دیتا ہے، جبکہ مغرب کے ہاں یہ تصور گویا پتھر پر لکیر کی صورت میں ان کے ذہنوں پر نقش ہوگیا ہے...... اور جس کی سچائی کی دلیل محض موجودہ حالات نہیں بلکہ صدیوں پرانے تجربات اس کی سچائی پر گواہ ہیں ...... کہ اسلام کے ان اصلی اور خالص مآخذ ومصادر کا احیا دراصل مغربی اجارہ داری اور طاقت کا زوال ہے۔ اس لئے کوئی بھی تحریک یا جماعت خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں ہو، وہ افریقہ کے جنگلوں یا ریگستانوں میں ہو، سائبیریا کے برف پوش علاقوں میں یا ہمالیہ کی پہاڑی چوٹیوں میں ہو، اگر وہ کتاب وسنت کی اصل اور بنیاد کے ساتھ متمسک نظر آتی ہو تو اس کو مٹانے کے لئے فوراً اُٹھ کھڑے ہوجانے کے علاوہ مغرب کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لینا ہی سلفیت کا اصل 'جرم' ہے۔

''پختہ فکر سلفی کہتے ہیں کہ وہ خالص اسلام کا پھر سے احیا کریں گے، جس کا مطلب یہ ہے کہ صدیوں پر محیط مغربی تہذیب جو کہ شعروادب، فنون اور موسیقی وغیرہ کی صورت میں موجود ہے، اسے ناقابل قبول ٹھہرا کر زمین میں دفن کردیا جائے گا'' یہ اسلامی امور کے امریکی ماہر ڈیوڈ شوارٹز کے وہ الفاظ ہیں جو امریکی اخبار 'ویکلی سٹینڈرڈ' نے شائع کیے ہیں۔

ویب سائٹ 'اسلام ڈیلی' نے رابرٹ سپنسر، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں: ''وہابیت کے اصلاحی طریق کار کے اندر جو شدت پائی جاتی ہے وہ حقیقت میں اس دین کی اصلی اور خالص نصوص کی عکاسی کرتی ہے جو (اس کے زعم میں) اپنے حاملین کو ایسا تعصب سکھاتی ہیں جو کسی دوسرے پر رحم نہیں کرتا۔''

جی ہاں! اسلام کی حقیقی نصوص کتاب وسنت کسی ظالم طاغوت پر رحم نہیں سکھاتیں بلکہ تہ تیغ کرنا ہی سکھاتی ہیں، لیکن انسانیت کے لئے وہ سراپا رحمت اور سعادت ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

دوسرا آپشن: سلفیت کی سرپرستی یا سرکاری کنٹرول

مغربی ایجنڈے میں موجود اس آپشن پر گفتگو کرنے سے پہلے ایک نہایت باریک اور غور طلب نکتہ کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ سلفیت بحیثیتِ منہج وفکر اور سلفیوں میں بہت فرق ہے۔ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم سلفیت کی سرپرستی یا سرکاری کنٹرول کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہیں تو موضوع کے دو پہلو ہمارے سامنے رہنے چاہئیں: ایک سلفیت اور دوسرے سلفی لوگ، لیکن یاد رہے کہ سلفیت پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے سلفیوں پر کنٹرول یقیناً لازمی ہے یا کم ازکم ان میں سے مؤثر افراد کو کنٹرول میں لانا ضروری ہے۔

اس آپشن پر کچھ اسلامی ممالک میں عمل ہو رہا ہے اور پوری کوشش کی جارہی ہے کہ سلفی دعاۃ کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو اور پھر ان کے ذریعہ ان کے ماتحت سلفیوں پر کنٹرول حاصل کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اب یہ بات تعجب خیز نہیں کہ اکثر ممالک میں سلفی تحریکوں کے دو گروہ ہیں یعنی ایک گروہ جو مقامی حکومت کا حامی ہے اور دوسرا مخالف۔

اس موضوع کے حوالہ سے جن دوسرے اُمور کی طرف اشارہ ضروری ہے، ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اگر ہم اسلامی تحریکوں کی تاریخ پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ان میں سے اکثر جماعتیں دو نہایت نازک موڑوں سے گزرتی ہیں۔ پہلے موڑ پر اکثر جماعتوں میں تاسیس کے کچھ عرصہ بعد ہی شگاف پیدا ہوجاتا ہے جس کے نتیجہ میں کچھ افراد جماعتی اُصولوں اور نظریات پر زیادہ سختی سے کاربند رہتے ہیں، ایسا رویہ بعض اوقات لوگوں کو تکفیر کی طرف بھی لے جاتا ہے لیکن یہی افراد کچھ دہائیاں گزرنے کے بعد اور اپنے غلو سے بھرے نظریات کے سبب وقت کے نظاموں (حکومتوں) کے ہاتھوں سختیوں اور مصیبتوں سے دوچار ہونے کے بعد جماعت میں دوبارہ شگاف پیدا کرتے ہوئے دوسرا موڑ لیتے ہیں اور اپنے نظریات سے رجوع کرتے ہیں اور سختی کی بجائے نرمی اور تفاہم پسندی کی راہ اختیار کرتے ہیں، واپسی کے اس سفر میں حتیٰ کہ وہ اپنے بعض ایسے نظریات سے بھی قطع تعلقی کرجاتے ہیں اور براءت کا اظہار کرتے ہیں جو پہلے ان کے ہاں بنیادی اُصولوں کی حیثیت رکھتے تھے۔

ماضی قریب میں اس کی مثال مصر کی جماعت إخوان المسلمون ہے۔ ساٹھ کی دہائی

www.KitaboSunnat.com

میں اس جماعت میں اس وقت دراڑیں پڑیں جب اس کے بہت سے افراد تکفیر کی روش اختیار کر گئے حتیٰ کہ إخوان المسلمون سے علیحدہ ہوکر انہوں نے جماعة التکفیر والھجرة کے نام سے نئی جماعت قائم کرلی۔ اب کچھ عرصہ سے مصر میں إخوان المسلمون پھر سے اختلافات کا شکار ہے کیونکہ اس جماعت کے بہت سے افراد مصر کی حکومت اور مصر میں موجود لادینی (سیکولر) قوتوں سے مفاہمت کی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں بلکہ اسی بنیاد پر حزب الوسط کے نام سے نئی پارٹی کی بنیاد رکھنے کی تیاریاں بھی ہورہی ہیں۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جو ہمیں کئی ایک سبق سکھاتی ہے جن کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر ہم سلفی دعوت کو دیکھیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سلفیوں اور پھر سلفی دعوت کو کنٹرول کرنے کے لئے اور سرکاری سرپرستی میں لانے کے لئے کیا کیا وسائل اختیار کئے جارہے ہیں؟ ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سلفیت پر ایک عجیب وغریب طرز کی حکمت عملی اختیار کی جارہی ہے، جس کا انداز کچھ یوں ہے کہ سلفیت کی طرف منسوب بعض دعاة کو اس قدر مشہور کردیا جائے اور ہر طرح کے ذرائع ابلاغ تک ان کی رسائی کردی جائے جہاں ان کے مخاطب ہر طبقہ کے لوگ ہوں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ سلفی دعاة جو اپنے سامنے تمام راستے کھلے ہوئے پائیں گے اور دیکھیں گے کہ ان کے مخاطبین ایسے معاشرے کے افراد ہیں جس میں تمام مفاہیم اور اَوزان ومقیاسات بدل چکے ہیں۔ پھر وہ اپنے آپ کو ایسے معرکے کے میدان میں پائیں گے جس میں مقابلہ کے لئے ان کے پاس درکار اسلحہ مناسب اور کافی نہ ہوگا، اس وقت ان دعاة کو احساس ہوگا کہ ایسے حالات میں ضروری ہے کہ اپنے کچھ بنیادی اُصولوں میں نرمی پیدا کی جائے اور ضروری ہے کہ مختلف طبقات اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے اپنے مخاطبوں کے احساسات کا خیال رکھا جائے اور ان کے ہاں مقدس تصورات کو مجروح نہ کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ان غیور سلفی افراد کو مطمئن کرنے کی کوشش بھی کی جائے جو ان دعاة کے اس طرح کے نرم رویہ سے نالاں ہوں اور اُنہیں یہ باور کروایا جائے کہ ہمارے اس رویہ کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنے اُصولوں سے انحراف کررہے ہیں بلکہ اپنی دعوت کو مزید پھیلانے کے لئے یہ جدید دور کے تقاضے ہیں بس صرف بات یہ ہے کہ ذرائع ابلاغ کے سامنے کچھ اہتمام ومدارات سے کام لیا جائے۔

www.KitaboSunnat.com

لیکن دوسری طرف دشمنانِ سلفیت کے لئے ان بعض سلفی دعاۃ کے مزاج میں جگہ لیتی ہوئی نرمی بلکہ تساہل سونے سے زیادہ قیمتی ہے جس کو ضائع کیے جانے کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ فوراً اس طرح کے ہلکے سے شگاف میں ہاتھ ڈالتے ہیں تاکہ وہ دوبارہ آپس میں ملنے نہ پائے اور ان سلفی دعاۃ کو تساہل کی راہ کو مزید آگے بڑھانے پر قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جدید دور کے تقاضوں کو ان کے سامنے پیش کر کے دعوتی رویہ میں مزید تبدیلی پر آمادہ کرتے ہیں اور اس کے پس پردہ ان کا ہدف یہ ہے کہ سلفی دعوت کی ترجیحات کو تبدیل کر دیا جائے۔

ان کے پیش نظر یہی رہ جاتا ہے کہ سلفی دعوت کی ترجیح صرف یہ بن جائے کہ لوگوں کے اندر اسلامی شعائر کی اجمالی پابندی کا احساس پیدا کیا جائے اور اسلام کی عمومی تعلیمات سے عوام کی دوری کو کم کیا جائے جبکہ سلفی دعوت کی حقیقی ترجیحات اس سے مختلف ہیں اور وہ یہ ہیں کہ معاشرے کے اندر دین کے حوالے سے نہایت حساس قسم کے انحرافات اور خرابیوں کو بھی روکا جائے اور عقیدہ، شرک وبدعات، ولاء و براء (اہل کفر سے دوستی اور دشمنی کا معیار) ایسے دوسرے نازک موضوعات کو بھی تفصیل سے لیا جائے اور لوگوں کے سامنے ان معاملات میں حق اور باطل کو صاف طور پر علیحدہ کر کے دکھایا جائے اور پھر حق کی بھرپور اشاعت کی جائے اور باطل کی کھلی اور بغیر کسی مداہنت کے تردید کی جائے۔

یہاں پر ایک اہم مسئلہ درپیش ہے کہ سلفیت کی طرف منسوب دعاۃ گذشتہ سطور میں ذکر کئے گئے اسباب کی وجہ سے اپنی فکر میں جب تبدیلی لاتے ہیں تو اگر وہ اپنے اس اقدام کو پست قدمی یا دستبرداری سے تعبیر کریں تو ان (اعدائے سلفیت) کے لئے اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ اہم تر ہدف یہ ہے کہ سلفیت کی امتیازی خصوصیات کو اس کے حاملین کے ہاتھوں ہی تبدیل کیا جائے۔ دوسرے لفظوں میں سلفیت کو اندر ہی سے رخنہ اندازی کا شکار کیا جائے۔

ان حالات میں اس امر کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے کہ حالات کے تغیر وتبدل کے نتیجہ میں سلفی دعوت کی صاف وشفاف پیشانی پر پڑ جانے والے غبار سے پاک کرنے کا عمل مسلسل جاری رہنا چاہیئے تاکہ سلفیت کے نام سے وہ افکار وخیالات جو ترغیبی یا ترہیبی دباؤ کے نتیجہ کے

طور پر سامنے آئے ہیں، سلفیت کے خالص منہج کے اندر جگہ نہ لے سکیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ افراد، بالخصوص سلفی دعوت کو قبول کرنے والوں کی تربیت اس نہج پر کی جائے کہ ان کو شخصیات کی بجائے منہج سلف سے جوڑا جائے اور صحابہؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ سے ورثہ میں ملنے والے اس منہج حق کے مسلمہ اُصول ان کے ذہنوں میں بٹھائے جائیں۔ شخصیات کی مدح وستائش اور تقدیس کے طریقہ کو مکمل طور پر ردّ کیا جائے، کیونکہ اب وقت کچھ ایسا ہے کہ اس میں حق پر استقامت ایک نایاب چیز بن کر رہ گئی ہے۔ إلا ماشاء الله

اَسلاف کا منہج دل میں راسخ ہونا چاہئے کہ کسی دور میں اگر کوئی بڑی سے بڑی شخصیت حالات کی تبدیلی کی وجہ سے اپنا رویہ و منہج تبدیل کر بیٹھے تو سلفیت کے حامل دوسرے افراد پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر ہمیں بار بار غور کرنا چاہئے :

«ترکت فیکم شیئین لن تضلوا بعدهما: كتاب الله وسنتي، ولن يتفرقا حتی یردا عليّ الحوض» (صحیح الجامع الصغیر: حدیث ۲۹۳۷)

''میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان کی موجودگی میں (ان پر عمل کرکے) تم کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب 'قرآن' اور میری سنت ہے۔ یہ دونوں ہرگز آپس میں علیحدہ نہیں ہوسکتے حتیٰ کہ یہ قیامت کے روز حوضِ کوثر پر میرے ساتھ آملیں۔''

اگر ہم معاشرے پر نظر دوڑائیں تو ہمیں کتاب وسنت سے تعلق کے دو طریقے نظر آتے ہیں: ایک تو یہ کہ کتاب وسنت کو ہر وقت کاندھوں پر اُٹھائے رکھنا لیکن ان کے اندر غور نہ کرنا حتیٰ کہ ان کے وزن سے کاندھے تھک جائیں اور کتاب وسنت ایک ناقابل برداشت بوجھ بن جائے جبکہ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کو کاندھے پر اُٹھانے کی بجائے نظر کے سامنے رکھا جائے اور وہ جس طرف کو چلیں اور جس راستے کی طرف رہنمائی کریں، ان کے پیچھے چلا جائے اور ان کے نقش قدم کو اختیار کیا جائے۔ ایسا شخص جو پہلے تو کوئی قدم اٹھاتا ہے یا کوئی فیصلہ کرتا ہے اور پھر کتاب وسنت سے اپنے اس فیصلہ کی تائید میں نصوص تلاش کرتا ہے، اس شخص میں اور دوسرے اس شخص میں زمین و آسمان کا فرق ہے جو پہلے کتاب وسنت میں غور کرتا ہے تاکہ ان کی ہدایت کی روشنی میں قدم اُٹھائے اور فیصلہ کرے۔

www.KitaboSunnat.com

تیسرا آپشن: سلفیت پر پابندی

کچھ عرصہ پہلے بعض اسلامی ممالک میں سلفی دعوت کے لئے مکمل آزادی میسر تھی۔ اس سلسلے میں جزیرۂ عرب اور خلیجی ممالک کی مثال دی جاسکتی ہے۔ وہاں پر سلفی منہج کے حامل کو آزادی تھی کہ وہ ہر طرح کی دعوتی سرگرمیوں میں کام کریں۔ لیکن اب ان ممالک میں بھی حالات تبدیل ہو چکے ہیں اور مغرب کے شدید دباؤ کی وجہ سے وہاں بھی سلفیت کو شک کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہے۔ سلفی دعاۃ کی حرکات وسکنات کو مکمل نظر میں رکھا جارہا ہے۔ ان ممالک میں اس غیر معمولی تبدیلی کی اصل وجہ مغربی ذرائع ابلاغ کی وہ مذموم کوشش ہے جس میں وہ ہر سلفی دعوت کو جو کہ بے شک محض علمی اور دعوتی ہو، اس کو لازمی طور پر جہاد اور جہادی تحریکوں کے ساتھ مربوط کر رہے ہیں۔ یہ مغربی ذرائع ابلاغ کی ایک خاص مہم ہے جس کے ذریعہ وہ مختلف سلفی تحریکوں اور اداروں کو ایک ہی تحریک میں ضم کرکے پیش کرنا چاہتے ہیں اور یہ باور کروانا چاہتے ہیں کہ اس تحریک کا مقصد دنیا کے کونے کونے میں عسکری عمل کو پھیلانا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ علیٰ وجہ البصیرۃ جہاد فی سبیل اللہ تاریخ کے ہر دور میں سلفی تحریکوں کا ہی طرۂ امتیاز رہا ہے اور سلفی لوگ کل بھی اور آج بھی جہادی تحریکوں میں اگلی صفوں میں برسرپیکار نظر آتے ہیں۔ لیکن واضح رہے عسکریت پسندی قطعاً سلفی منہج نہیں ہے، بلکہ سلفی منہج میں عسکری عمل کے لئے خاص زمان ومکان اور دوسرے اعتبارات کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے اور ان حالات میں فیصلہ کرنے کے لئے قرآن وسنت اور اسلاف کے اُسوہ سے راہنمائی لی جاتی ہے۔ لیکن آج مغربی ذرائع ابلاغ میں عسکریت پسندی کو سلفیوں سے منسوب کرکے پیش کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ امریکی کانگرس کا ایک رکن اس بارے میں کہتا ہے:

''وہابی عقیدہ یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو غیر وہابی ہے، اس کا انجام قتل ہے۔''

واشنگٹن پوسٹ کی ایک خاتون صحافی لکھتی ہے:

''جو لوگ وہابی عقیدہ کو اختیار نہیں کرتے، وہابیوں کی نظر میں وہ سب کافر ہیں۔''

(دیکھئے ویب سائٹ 'اسلام ڈیلی')

اوپر ذکر کردہ ساری بحث سے بخوبی یہ واضح ہوتا ہے کہ سلفیت کے مقابلہ کے لئے متعدد

www.KitaboSunnat.com

مراحل کی ایک منصوبہ بندی ہے جس پر مختلف انداز سے عمل ہورہا ہے اور یہی وہ مراحل یا امکانات ہیں جن کے بارے میں ہم نے گذشتہ صفحات میں گفتگو کی ہے، یعنی سلفیت کا متبادل، سلفیت کی سرپرستی یا اس پر کنٹرول اور سلفیت پر پابندی یا اس کا مکمل کا صفایا۔

اب اگر ہم دوبارہ اس مغربی سوال کی طرف لوٹیں جس کا ذکر ہم نے اس مثال کے آغاز میں کیا تھا کہ سلفی دعوت کی تحریکوں کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ اس کا جواب ایک طریقہ ہی میں نہیں بلکہ تینوں طریقوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تجویز کیا گیا ہے۔اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مغرب کے لئے یہی طریقے بطورِ حل مناسب ہیں، بالخصوص ایسے حالات میں کہ سلفی تحریکیں پوری دنیا کے ممالک میں مختلف انداز میں پھیلی ہوئی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مغربی قوتیں مختلف اسالیب اپنانا ضروری سمجھتی ہیں۔

کچھ ممالک اس حوالے سے پہلے مرحلے سے گزر کر اب دوسرے اور تیسرے مرحلے کے درمیان ہیں، ایسے ممالک میں مصر کی مثال لی جاسکتی ہے جبکہ بعض ممالک تینوں مراحل طے کرچکے ہیں جن میں تیونس اور لیبیا شامل ہیں اور کچھ ممالک پہلے اور دوسرے مرحلے کے درمیان میں ہیں۔

اس مختصر تجزیہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دوسرے مرحلے یا دوسرے آپشن پر حالیہ وقت میں بہت سے ممالک میں کام ہورہا ہے اور وہ ہے سلفیت کی سرپرستی اور اس پر کنٹرول کا آپشن اور موجودہ حالات اس بات کا شدت سے تقاضا کرتے ہیں کہ رہنمایانِ سلفیت اس مغربی خطرناک ہتھکنڈے اور اس کے اثرات پر سنجیدگی سے غور کریں۔ وصلى الله على نبينا محمد !

- حافظ ابو سعد عبد الکریم سمعانیؒ فرماتے ہیں: کہ 'سلفی' سلف کی طرف نسبت ہے۔ (الانساب: ۳/۲۷۳)
- حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ ''سلفی اسے کہتے ہیں جو سلف کے مذہب پر ہو۔'' (سیر اعلام النبلاء: ۶/۲۱)
- علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: لا عيب من أظهر مذهب السلف وانتسب إليه واعتزى إليه بل يجب قبول ذلك منه بالاتفاق فإن مذهب السلف لا يكون إلا حقا ''جو شخص سلف کا مذہب ظاہر کرے اور سلفیت کی طرف منسوب ہو، تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ایسے شخص کے اعلان کو قبول کرنا بالاتفاق واجب ہے۔ کیونکہ ائمہ سلف کا مذہب ہی حق ہے۔'' (مجموع فتاویٰ: ۴/۱۴۹)

www.KitaboSunnat.com

دارالافتاء

مرتب: محمد اسلم صدیق

صومِ عاشوراء

علامہ ابن تیمیہؒ اور بعض سعودی علما کے فتاویٰ

❁ **سوال:** اگر کوئی شخص صرف عاشورا کا روزہ رکھتا ہے اور ساتھ نویں محرم کا روزہ نہیں ملاتا تو اس کے بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

''عاشورا کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور صرف عاشورا کا روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے۔''☆ (الفتاوی الکبریٰ:۴/۴۶۱)

تحفة المنهاج میں ابن حجر ھیثمی فرماتے ہیں: ''تنہا دس محرم کا روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' (ج۳، باب صوم التطوع) (فتاویٰ: شیخ محمد صالح المنجد)

الشیخ محمد بن صالح العُثیمینؒ اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''تنہا عاشورا کا روزہ رکھنے کی کراہت پر تمام اہل علم متفق نہیں ہیں، بلکہ بعض علما کے نزدیک سرے سے ہی مکروہ☆ نہیں ہے، لہٰذا افضل یہ ہے کہ عاشورا سے پہلے نو یا عاشورا کے بعد گیارہ محرم کا روزہ ساتھ ملایا جائے◉ البتہ نو محرم کا روزہ ساتھ ملانا گیارہ کی نسبت زیادہ افضل ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «لئن بقيت إلى قابل لأصومنّ التاسع»①

① صحیح مسلم: ۱۹۱۷ ☆ بقول امام ابن تیمیہ: بعض صحابہؓ اور علما: امام احمدؒ، اور ان کے بعض اصحاب، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تنہا عاشورا کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ (الفتاویٰ الکبریٰ: ۲/۳۰۱، ۴/۴۶۱) اور یہ امر ثابت شدہ ہے کہ آپ ﷺ نے یہود کی مشابہت سے بچنے کے لئے ساتھ نویں محرم کا روزہ رکھنے کا عزم ظاہر کیا تھا، لہٰذا سنت سمجھ کر صرف عاشورا کا روزہ رکھنا کراہت سے مبرا قرار نہیں دیا جا سکتا۔

◉ دسویں کے ساتھ گیارہ محرم کا روزہ ملانے کے جواز میں حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «صوموا يوم عاشوراء وخالفوا فيه اليهود وصوموا قبله يوما أو بعده يوما» ''عاشورا کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو، اس طرح کہ عاشورا کے ساتھ ایک دن پہلے یا ایک دن بعد روزہ رکھو۔'' اور ایک یہ روایت کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لئن بقيت لآمرن بصيام يوم قبله أو يوم بعد يوم عاشوراء» لیکن یہ دونوں روایات ضعیف ہونے کی بنا پر قابل

www.KitaboSunnat.com

''اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں محرم کا روزہ بھی رکھوں گا۔'' یعنی دسویں محرم کے ساتھ۔

(فتاویٰ شیخ ابن عثیمین: ج۳/رقم فتویٰ ۸۹۳)

❀ **سوال:** جس شخص پر رمضان کے روزوں کی قضا دینا باقی ہو، کیا وہ عرفہ، عاشورا یا دیگر مستحب روزے رکھ سکتا ہے یا اس کے لئے پہلے فرضی روزوں کی تکمیل ضروری ہے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ شرعاً اور عقلاً فرضی روزے نفلی روزوں سے پہلے رکھے جانے چاہئیں، کیونکہ فرائض کی تکمیل دین کا لازمی تقاضا ہے اور نفلی روزے رکھنا اگر میسر ہوں تو فبہا، وگرنہ کوئی حرج نہیں، لہٰذا جس شخص پر ابھی رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہو، ہم اسے یہی کہیں گے کہ نفلی روزوں سے پہلے رمضان کی قضا دو، لیکن اگر وہ رمضان کی قضا دینے سے پہلے نفلی روزے رکھ لے تو اس کا یہ نفلی روزہ صحیح تصور ہوگا، (اسے اس کا ثواب ملے گا) بشرطیکہ رمضان کے روزوں کی قضا دینے کے لیے آئندہ رمضان تک اس کے پاس زائد وقت ہو، جیسا کہ فرضی نماز کا معاملہ ہے کہ اگر وقت ہو تو انسان فرض نماز سے پہلے نفل نماز پڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص رمضان کے روزوں کی قضا دینے سے پہلے عاشورا یا عرفہ کا

[گذشتہ] استدلال نہیں ہیں۔اوّل الذکر روایت مسند احمد ۱/۲۴۱، صحیح ابن خزیمہ: ۲۹۵، مسند بزار اور الطحاوی ۷۸/۲ میں ہے۔اس میں ایک راوی ابن ابی لیلیٰ (محمد بن عبدالرحمٰن) سيء الحفظ ہے اور دوسرا راوی داود بن علی کے متعلق ابن حبانؒ نے کہا: یخطیٔ اور امام ذہبیؒ نے کہا کہ اس کی حدیث قابل حجت نہیں ہے۔

اور ثانی الذکر روایت مسند حمیدی: ۴۸۵ اور امام حمیدیؒ کے طریق سے السنن الکبریٰ ۲۸۷/۴ میں بھی مذکورہ بالا دونوں راوی موجود ہیں جو کہ ضعیف ہیں اور اِنہی الفاظ کے ساتھ یہ روایت الکامل لابن عدی ۹۵۶/۳ میں ہے اور اس میں بھی داود بن علی راوی موجود ہے جو کہ ضعیف ہے۔

اسی بنیاد پر شعیب ارناؤوط، مسند احمد کے دیگر محققین اور شیخ البانیؒ نے ان روایات کو ضعیف قرار دیا ہے۔ دیکھئے: الموسوعة الحديثية: ۵۲/۴، ضعیف الجامع از شیخ البانیؒ: ۴۸۴۹، ۳۵۰۶، لہٰذا ثابت ہوا کہ عاشورا کے ساتھ سنت سمجھتے ہوئے گیارہ محرم کا روزہ ملانا بہتر نہیں بلکہ ۹ محرم کا روزہ ساتھ ملانا چاہیے۔

❀ بعض لوگوں نے عبداللہ بن عباسؓ کی حدیثِ مسلم «لأصومن التاسع» کی بنیاد پر صرف نویں محرم کے روزہ کو مشروع قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ساتھ دسویں کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔(فتح الباری ۷۷۳/۴) لیکن یہ موقف درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ابن عباسؓ سے ہی ایک دوسری روایت: ''صوموا التاسع والعاشر وخالفوا اليهود'' ''نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔'' موقوفاً صحیح ثابت ہے۔(دیکھئے: الموسوعة الحديثية: ۵۲/۴، ۵۳، ۲۸۱/۵، 'صحیح') علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی میں دسویں کے ساتھ نو محرم کے روزے کو ملانا ہی مستحب قرار دیا ہے۔ (الفتاویٰ الکبریٰ: ۲۰۱/۲)

www.KitaboSunnat.com

روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ صحیح ہوگا۔

اسی طرح اگر وہ عاشورا اور عرفہ کے دنوں میں رمضان کے روزوں کی نیت کر کے روزہ رکھ لے تو اسے رمضان کی قضا کے ساتھ عاشورا اور عرفہ کا اَجر بھی مل جائے گا۔واضح رہے کہ یہ ان نفلی روزوں کے متعلق ہے جو رمضان کے متصل بعد نہ ہوں۔ اگر وہ نفلی روزے رمضان کے فوراً بعد ہوں،جیسا کہ شوال کے چھ روزوں کا معاملہ ہے تو یہاں شوال کے چھ روزوں سے پہلے رمضان کے روزوں کی قضا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص شوال کے یہ چھ روزے رمضان کے روزن کی قضا دینے سے پہلے رکھ لے تو اسے ان روزوں کا ثواب نہیں ملے گا،کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: «من صام رمضان ثم أتبعه بست من شوال...» (صحیح مسلم:۹۸۴)''جو شخص رمضان کے روزے رکھے،پھر ان کے ساتھ شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے پورے زمانے کے روزے رکھے۔''

معلوم ہوا کہ جس پر رمضان کے روزوں کی قضا باقی ہو،اسے من صام رمضان میں شمار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ پہلے کی قضا پوری نہ کر لے۔بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ماہ شوال کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو وہ پہلے شوال کے چھ روزے رکھ سکتا ہے اور رمضان کی قضا بعد میں دے لے،لیکن ان کی یہ رائے درست نہیں۔ یہ چھ روزے اس وقت تک نہیں رکھے جا سکتے جب تک کہ پہلے رمضان کے روزے مکمل نہ کر لیے جائیں۔ (فتاویٰ شیخ ابن عثیمین: ج ۲)

❁ **سوال:** کیا نو + دس یا دس + گیارہ محرم کا روزے رمضان کے روزن کی قضا کی نیت سے رکھے جا سکتے ہیں؟

جواب: ہاں اگر رمضان کے روزے رہ گئے ہوں تو ان دنوں میں ان کی قضا دی جا سکتی ہے ، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے : «إنما الأعمال بالنيات»''اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے۔'' (اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء:سوال نمبر۶۷۷۴)

❁ **سوال:** امام ابن تیمیہؒ سے سوال کیا گیا کہ بعض لوگ عاشورا کے روز سرمہ لگانے،غسل کرنے،مہندی سجانے اور باہمی میل ملاقات کرنے، کھانا کھلانے اور خوشی کے اظہار کا اہتمام کرتے ہیں اور دوسری طرف ایک گروہ حزن وملال ،رنج وغم، رونے پیٹنے،گریبان چاک کرنے اور مجلس برپا کرنے کا اہتمام کرتا ہے،کیا اس کا کوئی ثبوت ہے؟

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس طرح کے اُمور کے متعلق رسول اللہ ﷺ، آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے اور نہ ہی ائمہ المسلمین، ائمہ اربعہؒ اور معتمد اصحابِ کتب نے اپنی صحاح، سنن اور مسانید میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ وتابعینؒ سے کوئی صحیح یا ضعیف حدیث روایت کی ہے، لیکن بعض متاخرین نے ان اُمور کے متعلق چند روایات بیان کی ہیں، لیکن اس طرح کی تمام روایات موضوع اور من گھڑت ہیں۔ (الفتاویٰ الکبریٰ از ابن تیمیہ: ۲/۲۹۵)☆

❁ **سوال:** عاشورا کا روزہ افضل ہے یا عرفہ کا روزہ؟

جواب: حافظ ابن حجرؒ فتح الباری (۴/۳۱۵) میں فرماتے ہیں کہ امام مسلمؒ نے ابوقتادہؓ کے حوالہ سے یہ مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ ''عاشورا کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عرفہ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔'' تو اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یومِ عرفہ کا روزہ یومِ عاشورا کے روزہ سے افضل ہے۔ اور اس افضلیت کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے عاشورا کا روزہ موسیٰؑ کی طرف منسوب ہے اور عرفہ کا روزہ رسول اللہ ﷺ کی طرف۔

ابن قیمؒ بدائع الفوائد (۲/۲۹۳) میں فرماتے ہیں کہ اس افضلیت کی وجہ اگر پوچھی جائے تو دو ہیں: ① عرفہ کا روزہ عاشورا کے روزہ کے برعکس حرمت والے مہینہ میں ہونے کے ساتھ ساتھ دو حرمت والے مہینوں کے درمیان بھی ہے۔ ② عرفہ کا روزہ عاشورا کے برعکس ہماری شریعت کے خصائص میں سے ہے۔ (فتاویٰ: شیخ محمد صالح المنجد)

☆ شریعت میں محرم الحرام کے بارے میں جو کچھ ثابت ہے، وہ صرف دو چیزیں ہیں:

① قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ أَنْفُسَكُمْ﴾ (التوبہ: ۳۶) چنانچہ اس مہینہ کی حرمت کا یہ تقاضا ہے کہ اس میں فتنہ وفساد، قتل وغارت گری اور معاصی کے ارتکاب سے بالخصوص اجتناب کیا جائے۔ اس مہینہ کی یہ حرمت ہمیشہ سے مسلمہ چلی آرہی ہے۔ عرب کا جاہلی معاشرہ بھی ان مہینوں کی حرمت کا خیال رکھتا تھا اور ان میں یہ جذبہ اس قدر تھا کہ وہ اس کے لیے نسيء کا حیلہ اختیار کرتے تھے، لیکن آج المیہ یہ ہے کہ اُمتِ مسلمہ میں ان مہینوں کی حرمت کا احساس ختم ہو چکا ہے۔ ماہِ حرام میں فسق وفجور اور معصیتِ الٰہی کا جو طوفان کھڑا کیا جاتا ہے، وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

② اور دوسری جو چیز مشروع ہے وہ محرم میں کثرت کے ساتھ روزے رکھنا ہے (مسلم: ۱۹۸۲) اور خصوصاً نو اور دس محرم کا روزہ، جس کی فضیلت متعدد احادیث میں آئی ہے۔ ان دو اُمور کے علاوہ کوئی چیز شرعاً ثابت نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

تحقیق وتنقید

محمد رفیق چودھری

'اسلام میں مرتد کی سزا' اور جاوید غامدی

ارتداد کے لغوی معنی 'لوٹ جانے' اور 'پھر جانے' کے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں ارتداد کا مطلب ہے: ''دین اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لینا۔'' یہ ارتداد قولی بھی ہوسکتا ہے اور فعلی بھی۔ 'مرتد' وہ شخص ہے جو دینِ اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرلے۔ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہے جو صحیح احادیث، تعامل صحابہ اور اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔

جناب جاوید احمد غامدی اس منصوص اور اجماعی امر کو نہیں مانتے اور مرتد کے لئے سزاے قتل ہونے کے منکر ہیں۔ اس مضمون میں سب سے پہلے ہم مرتد کے واجب القتل ہونے کے شرعی اور عقلی دلائل دیں گے، پھر اس کے بعد غامدی صاحب کے موقف کا جائزہ لیں گے۔

صحیح احادیث

نبی کریم ﷺ کے جن مستند فرامین کی بنا پر علماے اُمت کا مرتد کی سزا قتل ہونے پر اجماع ہے، وہ درج ذیل ہیں:

❶ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت:

«من بدّل دينه فاقتلوه» (صحیح بخاری، رقم:۶۹۲۲)

''جو (مسلمان) اپنا دین بدل لے، اُسے قتل کردو۔''

اسی مضمون کی احادیث بعض جلیل القدر صحابہ کرام: حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے بھی مروی ہیں۔ مذکورہ حدیث صحیح بخاری کے علاوہ سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ اور موطأ امام مالکؒ میں بھی موجود ہے۔

❷ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث یہ بھی ہے کہ

عن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ: «لا يحل دم امرئ مسلم يشهد أن لا

www.KitaboSunnat.com

إله إلا الله، وأني رسول الله إلا بإحدى ثلاث: النفس بالنفس، والثيب الزاني، والمفارق لدينه التارك للجماعة» (صحیح بخاری، رقم:۶۸۷۸)

''حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ماسوا تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہوجائے۔''

یہ حدیث صحیح بخاری کے علاوہ صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی اور مسند احمد بن حنبل میں بھی موجود ہے اور اسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے علاوہ حضرت عائشہؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے بھی روایت کیا ہے۔

۳ سنن ابوداؤد کی حدیث ہے کہ

عن أبي أمامة بن سهل قال: كنّا مع عثمان وهو محصور في الدار، وكان في الدار مدخل من دخله سمع كلام من على البلاط، فدخله عثمان، فخرج إلينا وهو متغير لونه، فقال: إنهم ليتواعدونني بالقتل آنفا، قال: قلنا يكفيكم الله يا أمير المؤمنين! قال: ولم يقتلونني؟ سمعت رسول الله يقول: «لا يحل دم امرئ مسلم إلا بإحدى ثلاث: كفر بعد إسلام، أو زنا بعد إحصان، أو قتل نفس بغير نفس» فوالله ما زنيت في جاهلية ولا في إسلام قط، ولا أحببت أن لي بديني بدلا منذ هداني الله، ولا قتلتُ نفسا فبم يقتلونني؟ (سنن ابوداؤد، کتاب الدیات، رقم:۴۵۰۲)

''حضرت ابواُمامہ بن سہلؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اور دوسرے لوگ حضرت عثمانؓ کے پاس موجود تھے، جب وہ اپنے گھر میں محصور تھے۔ اس گھر کا ایک راستہ تھا جس کے اندر کھڑا آدمی گھر کی بالکونی پر کھڑے لوگوں کی بات آسانی سے سن سکتا تھا۔ حضرت عثمانؓ وہاں تشریف لائے، ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ وہ باہر نکلے اور فرمایا: ابھی یہ لوگ مجھے قتل کردینے کی دھمکی دے رہے تھے۔ ہم نے عرض کیا: اے امیرالمومنین! ان کے مقابلے میں اللہ آپ کے لئے کافی ہے۔ پھر فرمایا: یہ لوگ مجھے کیوں قتل کردینا چاہتے ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں، سوائے اس کے کہ تین صورتوں میں سے

www.KitaboSunnat.com

کوئی ایک صورت ہو۔ وہ اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کرے۔ (مرتد ہوجائے) یا شادی کے بعد زنا کرے، یا کسی کو ناحق قتل کردے۔ اللہ کی قسم! میں نہ تو جاہلیت میں زنا کا مرتکب ہوا اور نہ اسلام لانے کے بعد۔ دوسرے یہ کہ میں نے اپنا دین بدلنا کبھی پسند نہیں کیا جب سے اللہ نے مجھے ہدایت عطا فرمائی ہے۔ تیسرے یہ کہ میں نے کسی کو ناحق قتل بھی نہیں کیا۔ پھر یہ لوگ کس بنا پر مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں؟''

مذکورہ بالا صحیح احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ اسلام میں مرتد شخص مباح الدم اور واجب القتل ہوتا ہے۔ چنانچہ انہی احادیث ِصحیحہ کی بنا پر تمام فقہاے اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

کتب ِاحادیث (جن میں صحیح بخاری بھی شامل ہے) اور معتبر کتب ِتاریخ سے ثابت ہے کہ چاروں خلفاے راشدین نے اپنے اپنے دورِخلافت میں مرتدین کو ہمیشہ قتل کی سزا دی لیکن طوالت کے خوف سے ہم یہاں ان واقعات کی تفصیل نہیں دے رہے۔

اسی طرح خلفاے بنواُمیہ اور خلفاے بنوعباس نے بھی مرتد پر سزاے قتل نافذ کی۔

ائمہ مجتہدین کا بھی اس پر اتفاق ہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے اور اس پر اجماعِ اُمت ہے کہ اسلام میں مرتد کی سزا قتل ہی ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل حوالے ملاحظہ ہوں:

١ ائمہ اربعہؒ کے فقہی مسائل پر مبنی کتاب الفقه على مذاهب الأربعة (از عبدالرحمٰن جزیری) میں ہے کہ

> واتفق الأئمة الأربعة عليهم رحمة الله تعالىٰ على أن من ثبت ارتداده عن الإسلام ــ والعياذ بالله ــ وجب قتله ، وأهدر دمه (جلد۵ص۴۲۳)
>
> ''ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اسلام سے پھر جائے ...... اللہ بچائے ...... اُس کا قتل واجب ہے اور اُس کا خون بہانا جائز ہے۔''

٢ اسلامی فقہ کے اجماعی مسائل پر مشتمل انسائیکلوپیڈیا موسوعة الإجماع میں ہے کہ مرتد کا خون بہانا جائز ہے:

> اتفقوا على أن من كان رجلا مسلما حرًّا ... ثم ارتد إلى دين كفر...أنه حل دمه . (جلداوّل صفحہ ۴۳۶)

www.KitaboSunnat.com

''اس پر تمام فقہاے اسلام کا اتفاق ہے کہ آزاد مسلمان مرد مرتد ہوجائے تو اس کا خون بہانا جائز ہے۔''

❸ اسلامی فقہ کی مشہور کتاب الفقه الإسلامي وأدلته میں ڈاکٹر وہبہ زحیلی بھی أحکام المرتد کے تحت مرتد کی سزا قتل ہونے پر اجماعِ اُمت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اتفق العلماء على وجوب قتل المرتد لقوله ﷺ:«من بدّل دينه فاقتلوه» وقوله عليه السلام: «لايحل دم امرئ مسلم إلا بإحدٰى ثلاث: الثيب الزاني، والنفس بالنفس، والتارك لدينه المفارق للجماعة» وأجمع أهل العلم على وجوب قتل المرتد. (جلد۶/صفحہ۱۸۶)

''علما کا اس پر اتفاق ہے کہ مرتد کا قتل واجب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جو مسلمان اپنا دین بدل لے، اسے قتل کردو۔ نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مسلمان شخص کا خون حلال اور مباح نہیں ہوتا مگر تین صورتوں میں: ایک یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو، دوسرے یہ کہ وہ کسی جان کا قاتل ہو اور تیسرے یہ کہ وہ دین کو چھوڑ دے، یعنی مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوجائے اور اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مرتد واجب ِقتل ہے۔''

مذکورہ بالا شرعی دلائل کی تفصیل سے یہ بات پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے۔

مرتد کی سزا کے عقلی دلائل

اب تک ہم نے ایسے شرعی دلائل پیش کردیئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ اسلامی شریعت میں مرتد کی سزا قتل ہے اور اس کی بنیاد احادیث ِصحیحہ، تعامل صحابہؓ اور اجماعِ اُمت پر ہے۔ ان شرعی دلائل کو جان لینے کے بعد ایک صاحب ِایمان کا دل تو مطمئن ہوجاتا ہے کہ اسلام میں ارتداد کی یہی سزا ہے۔ مگر کیا کیجئے، آج کل بہت سے اہل ایمان کے دلوں کو کسی شرعی حکم کے بارے میں محض شرعی دلائل سے اطمینان حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کے علاوہ عقلی دلائل چاہتے ہیں تاکہ اُنہیں شرحِ صدر ہو۔ اس لئے ہم ذیل میں مرتد کی سزائے قتل کے بارے میں چند عقلی دلائل بھی پیش کرتے ہیں:

① سب سے پہلے یہ حقیقت پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح

www.KitaboSunnat.com

کا کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو انسانی زندگی کا محض ایک جزو یا ضمیمہ بن کر رہے اور جو ہر شخص کا ایک ذاتی اور نجی معاملہ (Private Matter) ہو۔ وہ کوئی لباس بھی نہیں جسے کوئی شخص آج پسند کر کے پہنے اور کل اُسے ناپسند کر کے اپنے جسم سے اُتار پھینکے۔ وہ دراصل ایک دین اور ایک نظامِ زندگی ہے۔ ایک مکمل ضابطہ حیات (Code of Life) ہے۔ وہ انسانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر محیط ایک منظّم معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ وہ عبادت، معاشرت، معیشت، سیاست اور اخلاق، غرض انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے، وہ ایک ایسی منظّم و منضبط ریاست (Disciplined State) کی تشکیل کا خواہاں ہے جس کا ہر شہری اس کے جملہ احکام وقوانین کی پابندی کرے اور ان کی خلاف ورزی سے باز رَہے۔

اب اگر اسلامی ریاست کا کوئی شہری اس کے کسی قانون کو توڑتا ہے تو وہ اپنے شہری کو اپنے قانون کے مطابق سزا دینے میں حق بجانب ہے۔ جب کوئی مسلمان شہری مرتد ہو جائے گا تو اسلامی ریاست ایسے شخص کو ارتدا (Apastacy) کے جرم کا ارتکاب کرنے پر موت کی سزا دے گی۔ یہ اسلامی ریاست کا قانون ہے اور دنیا کی دوسری ریاستوں کی طرح اسے بھی اپنے قانون کے نفاذ کا اختیار ہے۔

④ اسلام نے اپنے دائرے میں داخل نہ ہونے والوں اور اس میں داخل ہو کر نکل جانے والوں میں فرق کیا ہے۔ وہ پہلے گروہ کو 'کفار' اور دوسرے کو 'مرتدین' کہتا ہے۔ وہ پہلے گروہ کو برداشت کرتا اور کچھ حقوق بھی دیتا ہے، مگر دوسرے گروہ کو برداشت نہیں کرتا اور اُسے ہر حق سے محروم رکھتا ہے۔ پہلا گروہ بیگانوں کا ہے اور دوسرا بے وفا یگانوں کا۔ اُسے بیگانوں کی بے مروّتی پر کوئی شکوہ نہیں، مگر اپنوں کی بے وفائی اُسے گوارا نہیں۔ وہ بیگانوں سے محتاط رہتا ہے اور اُن کو اپنا راز دان نہیں بناتا۔ اس لئے بیگانے اُسے زیادہ نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے۔ مگر اپنوں سے اُس کی رازداری ہے جن کے چھوڑ جانے سے اُس کا دل کڑھتا ہے اور اُن کی طرف سے اُسے بہت زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ کہیں وہ سازش کر کے اُسے کسی بڑے خطرے سے دوچار نہ کر دیں، کیونکہ 'گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے' ہے۔

مرتد کا معاملہ اسی دوسری قسم سے متعلق ہے، وہ اسلام کا رازداں ہوتا ہے۔ جب وہ ارتداد

کا مرتکب ہوکر دین اسلام سے الگ ہوتا ہے تو اپنے ساتھ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی کے جذبات لئے اہل کفر کی صف میں شامل ہوجاتا ہے۔ اُس کے یہ منفی جذبات کفار کی طرف سے اسلام اور اسلامی ریاست کے خلاف کسی بڑے خطرے اور سازش کا پیش خیمہ بن سکتے ہیں، جس کے انسداد کے لئے اسلام نے مرتد کو موت کی سزا سنائی ہے۔

③ اسلام نے دنیا کے سامنے سوا چودہ سو برس پیشتر سے یہ اعلان کررکھا ہے کہ اس کے دائرے میں داخل ہونے یا نہ ہونے کی ہر شخص کو کھلی آزادی حاصل ہے۔ اس کے لئے کسی کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔ (البقرۃ:۲۵۶) لیکن اس دائرے میں داخل ہونے کے بعد اس سے باہر نکلنے پر پابندی عائد ہے اور جو کوئی اس پابندی کو توڑے گا اُسے موت کے گھاٹ اُتارا جائیگا۔

اب اگر کوئی شخص اسلام کا یہ اعلان سن لینے کے بعد اپنی آزاد مرضی سے اس کے دائرے میں داخل ہوتا ہے۔ پھر اپنی آزاد مرضی کے ساتھ اس سے باہر نکلنے پر عائد پابندی کو توڑتا ہے اور پھر اپنی اس حرکت پر اپنے کئے کی سزا پاتا ہے تو بتایئے اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

④ ارتداد کو اسلام کے خلاف سازش کا ذریعہ بھی بنایا جاسکتا ہے اور مدینے کے یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف یہ ہتھیار فی الواقع استعمال کیا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

﴿وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾ (آلِ عمران:۷۲)

''اہل کتاب کا ایک گروہ (اپنے لوگوں سے) کہتا ہے: تم جا کر صبح کو اس (دین) پر ایمان لے آؤ جو مسلمانوں پر اُترا ہے اور پھر شام کو انکار کردو تاکہ اس طرح اور (مسلمان) بھی (اپنے دین سے) پھر جائیں۔''

اس کی تفصیل یہ ہے کہ یہودیوں نے یہ سازش کی تھی کہ اپنے ہاں کے کچھ پڑھے لکھے معتبر لوگوں کو مسلمانوں کی جماعت میں شامل کیا جائے، وہ بظاہر دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں۔ پھر جلد ہی اسلام کو چھوڑ کر اس سے بیزاری کا اظہار کریں۔ اس کی 'خرابیاں' دوسرے لوگوں تک پہنچائیں، اس طرح مسلمانوں بالخصوص نومسلموں کا ایمان متزلزل کیا جاسکے اور وہ اسلام

www.KitaboSunnat.com

سے برگشتہ ہوجائیں کہ جب پڑھے لکھے معقول حضرات بھی اسلام کے قریب جا کر اس سے بدک جاتے ہیں تو ضرور اس دین میں کچھ خرابیاں ہیں۔ اس کے علاوہ اس طریقے سے عام لوگوں میں اسلام اور اہل اسلام کے لئے کوئی کشش اور ترغیب باقی نہ رہے گی۔ اگرچہ یہودیوں کی یہ سازش بوجوہ ناکام رہی، تاہم آج بھی ارتداد کی کسی سازش کے ذریعے کمزور ایمان والے مسلمانوں کے لئے کسی مقام پر بھی کوئی فتنہ کھڑا کیا جاسکتا ہے۔

⑤ آج کی مہذب ریاستوں کے فوجی قانون کی رُو سے کسی شخص کو فوجی ملازمت اختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ مگر جب کوئی شخص اپنی مرضی سے فوجی ملازمت اختیار کرلیتا ہے تو اُسے ایک خاص مدت سے پہلے نوکری چھوڑنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنی مرضی سے وقت سے پہلے نوکری چھوڑ دے تو اسے مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اُس کا کورٹ مارشل کرکے اسے سزا دی جاتی ہے اور اگر وہ مفرور (Deserter) ہوجائے تو اسے سزاے موت کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔

آخر ایسا کیوں ہے اور اس پر اعتراض کیوں نہیں کیا جاتا؟ اس لئے کہ فوج بھیڑوں کا گلہ نہیں ہوتا، وہ ایک منظّم ادارہ ہوتا ہے۔ وہ اجتماعی ذمہ داریوں کا ایسا نظام ہے جو نظم و ضبط (Discipline) کی سختی کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ سول (Civil) میں جن کاموں کو بالکل معمولی سمجھا جاتا ہے، وہی کام فوج میں جرائم قرار پاتے ہیں۔ وقت پر حجامت نہ بنوانا، اپنے بوٹ پالش نہ کرنا، اُن کے تسمے نہ باندھنا، وقت پر کھانا نہ کھانا، اپنا بستر درست نہ رکھنا، سول میں کوئی جرائم نہیں مگر یہی کام فوج میں جرائم شمار ہوتے ہیں۔ یہی معاملہ اسلامی ریاست کا ہے، وہ بھی کوئی بکریوں کا ریوڑ نہیں ہوتی کہ جس بکری کا جب جی چاہا ریوڑ سے الگ ہوگئی اور جب چاہا اس میں پھر شامل ہوگئی۔ اسلامی ریاست ایک خدائی فوج (حزب اللہ) ہے جس کے نظم وضبط میں بھی سختی ہے، اس لئے وہ ارتداد کو جرم قرار دیتی اور مرتد کو سخت ترین سزا دیتی ہے تاکہ اس کا اندرونی نظم و ضبط قائم رہے۔ وہ ایک مرتد کو سزا دے کر اسی طرح اپنے لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کرتی ہے جس طرح کسی قاتل کو سزا دے کر پورے معاشرے کی زندگی کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اسلامی ریاست کے اس نظم وضبط

کی سختی پر اعتراض کرنیوالوں کو پہلے اپنے ہاں کے فوجی نظم وضبط کی سختی پر غور کرنا چاہئے۔

☜ اس مقام پر بعض لوگ (جن میں غامدی صاحب بھی شامل ہیں) یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ جب کوئی مرتد مسلح ہوکر بغاوت کرے تو صرف اسی صورت میں وہ واجب القتل ہوتا ہے اور اگر وہ اسلامی ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد اور بغاوت نہ کرے تو اُسے قتل کی سزا نہیں دی جاسکتی۔

اس اعتراض کا شرعی جواب تو یہ ہے کہ جن احادیثِ صحیحہ کی بنیاد پر مرتد کے واجب القتل ہونے پر اجماع ہے، اُن احادیث میں یہ بات مذکور نہیں ہے کہ مرتد جب تک مسلح بغاوت نہ کرے، وہ قتل کا مستحق نہیں ہے بلکہ ان احادیث میں مرتد کے محض مرتد ہونے پر اس کے لئے قتل کی سزا کا ذکر ہے۔

اور اس اعتراض کا عقلی جواب یہ ہے کہ جس طرح دنیا بھر میں کسی مفرور فوجی کو محض مفرور ہوجانے پر فوجی قانون کی رُو سے موت کی سزا کا مستوجب قرار دیا جاتا ہے اور اسے یہ سزا دینے کے لئے اُس کی طرف سے مسلح بغاوت ہونا کوئی شرط نہیں، بالکل اسی طرح ایک اسلامی ریاست بھی اپنے شرعی قانون کے مطابق مرتد کو، اس کی طرف سے مسلح بغاوت کئے بغیر بھی موت کی سزا دے سکتی ہے۔

مرتد کی سزا کے بارے میں غامدی صاحب کے موقف کا جائزہ

جناب غامدی صاحب مرتد کے لئے قتل کی شرعی سزا کو نہیں مانتے۔ اس بارے میں اُن کا موقف یہ ہے کہ مرتد کے لئے قتل کی سزا کا حکم تو ثابت ہے مگر یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے اُن مشرکینِ عرب کے ساتھ خاص ہے جو اسلام قبول کرلینے کے بعد ارتداد اختیار کریں، باقی اور کسی قسم کے مرتد کے لئے قتل کی شرعی سزا کا کوئی وجود نہیں۔ غامدی صاحب اپنے اس موقف کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

''ارتداد کی سزا کا یہ مسئلہ محض ایک حدیث کا مدعا نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے۔ یہ حدیث بخاری میں اس طرح نقل ہوئی ہے: «من بدل دينه فاقتلوه» (جو شخص اپنا دین تبدیل کرے، اسے قتل کردو) ہمارے فقہا اسے بالعموم ایک حکم قرار دیتے ہیں

www.KitaboSunnat.com

جس کا اطلاق ان کے نزدیک ان سب لوگوں پر ہوتا ہے جو زمانۂ رسالت سے لے کر قیامت تک اس زمین پر کہیں بھی اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کریں گے۔ ان کی رائے کے مطابق ہر وہ مسلمان جو اپنی آزادانہ مرضی سے کفر اختیار کرے گا، اسے اس حدیث کی رُو سے لازماً قتل کردیا جائے گا۔ اس معاملے میں ان کے درمیان اگر کوئی اختلاف ہے تو بس یہ کہ قتل سے پہلے اسے توبہ کی مہلت دی جائے گی یا نہیں اور اگر دی جائے گی تو اس کی مدت کیا ہونی چاہئے؟ فقہاے احناف البتہ، عورت کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ ہر مرتد کی سزا خواہ وہ عورت ہو یا مرد، اسلامی شریعت میں قتل ہے۔''

(برہان: صفحہ ۱۲۷، مطبوعہ ستمبر ۲۰۰۱ء)

وہ مزید فرماتے ہیں کہ

''لیکن فقہا کی یہ رائے کسی طرح صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم تو بے شک ثابت ہے مگر ہمارے نزدیک یہ کوئی حکم عام نہ تھا بلکہ صرف انہی لوگوں کے ساتھ خاص تھا جن میں آپ کی بعثت ہوئی اور جن کے لئے قرآن مجید میں اُمّیین یا مُشرکین کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔'' (برہان: صفحہ ۱۲۷)

وہ مزید لکھتے ہیں کہ

''ہمارے فقہا کی غلطی یہ ہے کہ اُنہوں نے قرآن وسنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا سمجھنے کے بجائے اسے عام ٹھہرا کر ہر مرتد کی سزا موت قرار دی اور اس طرح اسلام کے حدود وتعزیرات میں ایک ایسی سزا کا اضافہ کردیا جس کا وجود ہی اسلامی شریعت میں ثابت نہیں ہے۔'' (برہان: صفحہ ۱۳۰)

ارتداد کی سزا کے بارے میں غامدی صاحب کے اس موقف کا جائزہ لیا جائے تو ان کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ

① فقہاے اسلام نے صحیح بخاری کی حدیث «من بدل دينه فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے تو اُسے قتل کردو) کو غلطی سے ایک عام حکم سمجھا ہے جبکہ یہ ایک خاص حکم ہے۔

② فقہاے اسلام نے مذکورہ بالا ایک ہی حدیث کی بنا پر ہر قسم کے مرتد کے لئے قتل کی سزا بیان کردی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

④ مذکورہ حدیث کی اصل قرآن مجید کی ایک آیت سورۃ التوبہ :۵ ہے، جس کے بعد اس حدیث کا حکم خاص ہوجاتا ہے۔

⑤ اسلام کے حدود وتعزیرات میں مرتد کے لئے قتل کی سزا کا کوئی وجود نہیں۔

اب غامدی صاحب کے اس موقف کا ہم تجزیہ کرتے ہیں:

① کیا حدیثِ مذکورہ کا حکم عام نہیں؟

غامدی صاحب مذکورہ حدیث کے حکم کو عام نہیں مانتے جب کہ عربیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے عام مانا جائے۔ اس حدیث «من بدل دينه فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے تو اُسے قتل کردو) میں مَنْ موصولہ کا اُسلوب وہی ہے جو درج ذیل حدیث کا ہے:

«من غش فليس منا» (جامع ترمذی: حدیث نمبر ۱۳۱۵)

''جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

اس حدیث میں بھی مَنْ (جو، جو کوئی، جس نے) موصولہ آیا ہے۔ اور اس کا حکم عام ہے۔ اس سے ہر دھوکہ دینے والا شخص مراد ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے دھوکہ دینے والا کوئی خاص فرد مراد ہے۔

غامدی صاحب نے حدیث «من بدّل دينه فاقتلوه» میں مَنْ موصولہ کو اس کے عام معنوں میں لینے کی بجائے 'مشرکین عرب' کے خاص معنوں میں لیا ہے جو کہ عربیت کے بالکل خلاف ہے اور قرآن وحدیث کا جو مفہوم بھی عربیت کے خلاف لیا جائے، وہ غلط ہے کیونکہ یہ قرآن و حدیث کی معنوی تحریف ہے جو قرآن و حدیث کے انکار کے مترادف ہے اور اس حربے سے سارے دین کو دورِ نبویؐ تک محدود کرکے پوری شریعتِ اسلامیہ کا تیاپانچا کیا جاسکتا ہے اور یہ کارنامہ ہمارے زمانے کے منکرین حدیث، بالخصوص غامدی صاحب بڑی دیدہ دلیری سے سرانجام دے رہے ہیں۔ ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

☜ البتہ اس مقام پر عربیت کی رُو سے ایک سوال یہ اُٹھایا جاسکتا ہے کہ کیا اس مَنْ (جو) میں کافر بھی شامل ہے تو اس سوال کے جواب کی وضاحت خود نبی ﷺ نے اپنی دوسری احادیث میں فرمادی ہے کہ اس سے مسلمان مراد ہے۔ مثال کے طور پر ایک متفق علیہ حدیث

ہے، جو پیچھے بھی گزر چکی ہے:

عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: «لا یحل دم امرئ مسلم یشھد أن لا إله إلا الله، وأني رسول الله إلا بإحدى ثلاث: النفس بالنفس، والثيب الزاني، والمفارق لدينه التارك للجماعة» (صحیح بخاری: حدیث نمبر ۶۸۷۸)

''حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں جو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ما سوا تین صورتوں کے: ایک یہ کہ اس نے کسی کو قتل کیا ہو، دوسری یہ کہ وہ شادی شدہ زانی ہو اور تیسری یہ کہ وہ اپنا دین چھوڑ کر (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہو جائے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ ہر مسلمان کے مرتد ہو جانے پر اُس کے لئے قتل کی سزا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ مسلمان ہونے سے پہلے عرب کا مشرک تھا یا عجم کا کافر، دونوں صورتوں میں ایک ہی سزا ہے۔

④ کیا مرتد کی سزا کا مبنیٰ اور بنیاد صرف ایک ہی حدیث ہے؟

غامدی صاحب کا کہنا ہے کہ فقہاے اسلام نے صرف صحیح بخاری کی ایک حدیث «من بدل دینه فاقتلوه» کی بنیاد پر مرتد کے لئے قتل کی سزا بیان کردی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ غامدی صاحب کا یہ دعویٰ علمی خیانت پر مبنی ہے اور وہ یہ بات عام لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے فرما رہے ہیں۔ فقہائے اسلام کے اس اجماعی فیصلے کی بنیاد صرف ایک حدیث پر نہیں بلکہ متعدد احادیثِ صحیحہ پر ہے جن کو ہم اس مضمون کے شروع میں بیان کرچکے ہیں۔

غامدی صاحب کا یہ 'طریق واردات' کہ کسی مسئلے پر بحث و استدلال کے لئے اس سے متعلق تمام احادیث کو پیش نظر رکھنے کی بجائے بعض حدیثوں کو لے لینا اور بعض کو چھوڑ دینا معروف دیانت دارانہ طریق بحث و استدلال نہیں ہے بلکہ یہ کام اُن کے استاد 'امام' مولانا امین احسن اصلاحی کے بقول کسی 'نہایت بیوقوف' شخص کا ہوسکتا ہے جو 'ایک فتنے' سے کم نہیں۔ مولانا اصلاحی صاحب نے لکھا ہے کہ

''احادیث پر غور کرنے سے پہلے احادیث کے متعلق ایک اُصولی حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے

www.KitaboSunnat.com

وہ یہ کہ جس طرح اللہ کے رسولوں کے درمیان تفریق ناجائز ہے، ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی پر ایمان لائیں اور کسی کا انکار کردیں جس طرح قرآن کی آیتوں میں فرق کرنا حرام ہے، ہم کو یہ حق نہیں ہے کہ اس کے کچھ حصے کو بحث واستدلال کے لئے اختیار کریں اور کچھ کو چھوڑ دیں، اسی طرح یہ بات بھی بالکل ناجائز ہے کہ رسول ﷺ کے اقوال وارشادات میں کسی کو ہم اپنے عمل یا استدلال کے لئے اختیار کرلیں اور کچھ کو نظرانداز کردیں۔ ان تمام صورتوں میں بعض کو چھوڑنا سب کو چھوڑنے کے ہم معنی ہے اور نہایت بیوقوف ہے وہ مسلمان جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات میں اس طرح کی تقسیم کرتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس طرح کا تفریق وتقسیم کا فتنہ آج عام ہے۔'' (حقیقت دین، صفحہ ۳۴۴)

③ مذکورہ حدیث کا قرآن سے ربط کا معاملہ

غامدی صاحب کہتے ہیں کہ فقہاے اسلام نے حدیث «من بدل دينه فاقتلوه» (جو مسلمان اپنا دین بدل لے، تو اُسے قتل کردو) کو قرآن کی اصل سے متعلق نہیں کیا اور قرآن وسنت کے باہمی ربط سے اس حدیث کا مدعا اور مطلب سمجھنے کی کوشش نہیں کی جس کے نتیجے میں اُنہوں نے مرتد کے لئے ایک ایسی سزا (قتل) قرار دے دی جس کا اسلامی حدود وتعزیرات میں کوئی وجود نہ تھا۔ اس کے بعد اُنہوں نے اس حدیث کا ربط قرآنِ مجید کی سورۃ التوبہ کی اس آیت ۵ سے جوڑا ہے جسے ہم اُن کے ترجمے کے ساتھ یہاں درج کرتے ہیں:

﴿فَإِذَا انسَلَخَ الأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُواْ الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُواْ لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُواْ وَأَقَامُواْ الصَّلاَةَ وَآتَوُاْ الزَّكَاةَ فَخَلُّواْ سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبہ:۵)

''پھر جب حرام مہینے گزر جائیں تو ان مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کردو اور اس کے لئے ان کو پکڑو اور ان کو گھیرو اور ہر گھات میں ان کے لئے تاک لگاؤ۔ لیکن اگر وہ کفر وشرک سے توبہ کرلیں اور نماز کا اہتمام کریں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو اُنہیں چھوڑ دو۔ بے شک اللہ مغفرت کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔''

آخر مرتد کے بارے میں مذکورہ حدیث اور اس قرآنی آیت میں کیا ربط واشتراک ہوسکتا ہے؟ اسے ہر وہ شخص جان سکتا ہے جس نے زندگی میں کبھی ایک مرتبہ بھی قرآنِ مجید کو کھلے

www.KitaboSunnat.com

ذہن کے ساتھ سمجھ کر پڑھا ہو۔ قرآنِ مجید کی اس آیت کو جیسا کہ اس کے مضمون سے ظاہر ہے، مفسرین حضرات نے مشرکین کے خلاف جہاد وقتال سے متعلق قرار دیا ہے جبکہ مذکورہ حدیث مرتد کے بارے میں حکم بیان کرتی ہے۔ اب ارتداد کی سزا اور جہاد وقتال کے درمیان کیا باہمی ربط ہے؟ اس عقدے کی گرہ کشائی صرف غامدی صاحب کی عقل و منطق ہی کرسکتی ہے جو قرآن وحدیث کی عبارات میں اپنے خیالات پڑھنے کی عادی ہوچکی ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ مرتد کے بارے میں آمدہ حدیث کو قرآن مجید کی ان آیات سے جوڑا جاتا جن میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر آیا ہے مگر ایسا دانستہ طور پر نہیں کیا گیا، کیونکہ

ع خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

قرآنِ مجید میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر درج ذیل مقامات پر موجود ہے اور جن کو مولانا اصلاحی صاحب نے بھی اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے: سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۱۷ اور سورۃ المائدۃ کی آیت ۵۴۔ اپنی بات کی وضاحت کے لئے اس جگہ ہم ان میں سے صرف ایک ہی حوالے پر اکتفا کرتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالاٰخِرَةِ وَاُولٰئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (البقرۃ:۲۱۷)

''اور جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت ہی میں مرے گا تو اس کے سارے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہوجائیں گے۔ ایسے لوگ دوزخی ہوں گے اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔''

قرآن مجید کا یہ مقام اور دوسرے مذکورہ مقامات ایسے ہیں جن کو ارتداد اور مرتدین کے حوالے سے اُن احادیث سے جوڑا جاسکتا ہے جن میں مرتد کے بارے میں کوئی حکم آیا ہے اور غامدی صاحب کے استاد 'امام' مولانا اصلاحی صاحب نے بھی اپنی تفسیر تدبر قرآن میں ان قرآنی مقامات کی وضاحت میں ارتداد اور مرتدین کا ذکر کیا ہے مگر اُنہوں نے سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۵ میں مرتدین کا کوئی تذکرہ نہیں کیا، جسے غامدی صاحب خواہ مخواہ مرتد سے متعلق حدیث کے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

④ کیا مرتد کے لئے قتل اسلامی سزا نہیں؟

غامدی صاحب کے موقف کا آخری نکتہ یہ ہے کہ اسلام کے حدود وتعزیرات میں مرتد کے لئے سزا کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ تمام فقہاے اسلام کی مشترکہ اور متفقہ غلطی ہے کہ اُنہوں نے اسے اسلامی حدود وتعزیرات میں شامل کر رکھا ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ غامدی صاحب کے استاد 'امام' مولانا امین احسن اصلاحی صاحب مانتے ہیں کہ اسلامی تعزیرات میں مرتد کے لئے سزا مقرر ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

> ''تکفیر کا اصلی مفہوم تو یہ ہے کہ کسی شخص کو مرتد قرار دے کر اس کو وہ سزا دی جائے جو اسلام میں ارتداد کے لئے مقرر ہے۔'' (حقیقتِ دین، صفحہ ۱۴۵)

اور سب جانتے ہیں کہ اسلام میں ارتداد کے لئے قتل ہی کی سزا مقرر ہے۔

اس کے علاوہ مولانا اصلاحی صاحب نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ

> ''جو شخص مرتد ہوجاتا ہے، وہ اسلامی ریاست میں جملہ شرعی حقوق سے محروم ہوجاتا ہے، ریاست پر اس کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری باقی نہیں رہتی۔ چنانچہ اسی اُصول پر اسلامی تعزیرات کا وہ قانون مبنی ہے جو مرتدوں کی سزا سے متعلق ہے۔''
>
> (تدبر قرآن: جلد اوّل رص ۵۱۳ زیر تفسیر البقرۃ، آیت ۲۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مولانا اصلاحی صاحب کے نزدیک اسلامی تعزیرات میں مرتدوں کی سزا کا قانون بھی موجود ہے۔ اور یہ بات کسی صاحبِ علم سے پوشیدہ نہیں کہ وہ قانون یہی ہے کہ مرتد کے لئے قتل کی سزا ہے۔

ہم گذشتہ صفحات میں مرتد کی سزاے قتل کے بارے میں احادیثِ صحیحہ کے نصوص، تعامل صحابہؓ، ائمہ مجتہدینؒ اور تمام فقہاے اسلامؒ کے اجماع سے ثابت کیا ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ اسلام کے حدود وتعزیرات میں مرتد کے لئے قتل کی سزا کا کوئی وجود نہیں ہے تو وہ اجماعِ اُمت کا منکر ہے اور ایسا منکر شخص یقیناً گمراہ ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا یہ سلف سے خلف تک عرب وعجم کے تمام مجتہدین اور فقہاے اسلام عربیت سے نا آشنا، قرآن وحدیث کو سمجھنے سے عاری اور شریعت کے احکام سے ناواقف اور

www.KitaboSunnat.com

جاہل تھے کہ سب نے مل کر یہ غلطی کرڈالی کہ مرتد کے لئے سزاے قتل قرار دے دی اور اسلام میں اپنی طرف سے بدعت کے طور پر ایک ایسی شرعی حد داخل کردی جس کا اسلامی حدود وتعزیرات میں کوئی وجود نہ تھا؟ ایسی بات کہنے کی جسارت صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس کا دماغ درست نہ ہو، جس کے دل میں ذرا بھی خدا کا خوف نہ ہو اور جسے آخرت کا کوئی ڈر نہ ہو۔

معاف کیجئے، ہمارے لئے یہ بات زیادہ معقول اور قابل فہم ہے کہ اس بارے میں چودہ صدیوں کے جملہ علماے اسلام کو غلط ٹھہرانے کی بجائے صرف ایسے نوزائیدہ عجمی شخص کو غلط بلکہ برخود غلط قرار دیں جو مرتد کے لئے سزاے قتل کو نہیں مانتا اور کئی دوسرے اِجماعی اُمور کا انکار کرتا ہے۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ

- محدث دفاعِ دین کے سلسلے میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے؟
- محدث کے ذریعے اُمتِ مسلمہ کی درست سمت میں رہنمائی کی جارہی ہے؟
- محدث کے مضامین علم وتحقیق کے بلند معیار پر پورے اُترتے ہیں؟
- محدث کے مطالعے سے آپ کی علمی معلومات میں قابل قدر اضافہ ہوتا ہے؟

تو پھر 'محدث' کو ہر اہم جگہ تک پہنچانے کے لئے اپنے حصہ کا فرض ادا کیجئے ......

آپ کی صرف ایک فون کال یا SMS پر محدث کا تازہ شمارہ یا نمونہ کے سابقہ شمارے مطلوبہ پتہ پر مفت ارسال کئے جاسکتے ہیں۔

0333-4244434

بنک ڈرافٹ یا منی آرڈر کے ذریعے صرف ۲۰۰ روپے جمع کروا کے آپ سال بھر گھر بیٹھے محدث کے تمام شمارے وصول کرسکتے ہیں یا اپنے کسی دوست/عزیز کو دینی رہنمائی پر مبنی یہ خوبصورت تحفہ دے سکتے ہیں

گھر بیٹھے زرِسالانہ ادا کرنے کیلئے ایک فون کال کے ذریعے ۲۲۰ روپے کی وی پی طلب کریں

رپورٹ

ڈاکٹر صہیب حسن، لندن

مدینہ منورہ میں حدیثِ نبویؐ پر عالمی سمپوزیم

سعودی عرب کے حالیہ دورے کے دوران یہ خبر سننے میں آئی کہ سعودی عرب کے نئے فرمانروا شاہ عبداللہ اپنے پیش رو شاہ فہد کے مدینہ منورہ میں 'قرآن کمپلیکس' کی طرح خود بھی اسلام کی خدمت کے کسی عظیم الشان منصوبہ کا آغاز کرنا چاہتے ہیں اور اس مقصد کے لئے 'حدیث کمپلیکس' کا منصوبہ اُنہیں پیش کیا گیا ہے۔ یہ خبر حدیث وسنتِ نبویؐ سے محبت کرنے والوں کے لئے انتہائی مسرت کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُنہیں جلد ہی اس بابرکت کام کے آغاز کی سعادت سے بہرہ ور فرمائیں۔

حدیث نبویؐ پر ایک عالمی سمپوزیم کچھ عرصہ قبل مدینہ منورہ میں منعقد ہوا تھا جس کی رپورٹ بعض ادارتی وجوہ سے تاخیر سے شائع ہورہی ہے لیکن اس کی افادیت تاحال برقرار ہے۔ قارئین کو اس رپورٹ سے حدیثِ نبویؐ کے بارے میں علمی دنیا میں جاری مباحث اور موضوعات کا بھی علم حاصل ہوگا۔ (ح م)

پچھلے سال شوال ۱۴۲۴ھ میں کنگ فہد کمپلیکس مدینہ منورہ میں ایک علمی مذاکرے (سمپوزیم) کا انعقاد طے پایا، جس کا موضوع تھا:

'سنت اور سیرتِ نبویؐ سے متعلق سعودی عرب کی مساعی'

یہ مذاکرہ شوال میں تو نہ ہوسکا لیکن ۱۵ تا ۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ (۴ تا ۶ مئی ۲۰۰۴ء) میں بالآخر منعقد ہوا جس میں راقم کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی، ان سطور میں اسی مذاکرے کا بیان مقصود ہے۔ تحقیقی مقالات کے لئے ایک سال قبل ہی بلادِ عرب و اسلام کے مختلف اساتذہ اور محققین سے ان پانچ بنیادی عنوانات پر رابطہ کرلیا گیا تھا:

① سنتِ نبویؐ کا اصل مقام اور اسلامی قانون سازی میں اس کا حجت ہونا

اس موضوع کے تحت ذیلی عنوانات میں سنت کا وحی ہونا، قانون سازی کے اعتبار سے دوسرا مصدر ہونا، اخبارآحاد کا عقائد اور احکام میں قابل اعتبار ہونا، نبی ﷺ کے زمانہ میں احادیث کا لکھا جانا وغیرہ شامل تھے۔

www.KitaboSunnat.com

❷ امتدادِ زمانہ کے ساتھ مسلمانوں کا سنت اور سیرتِ نبویؐ کا اہتمام کرنا

الف : بابت سنت

- سنتِ نبویؐ کی حفاظت میں کتابتِ حدیث کی اہمیت
- دورِ صحابہؓ کے بعد تینوں قرون میں سنتِ نبویؐ کی تدوین
- قرنِ خامس سے لے کر اب تک سنت کے بارے میں تصنیف و تالیف کا جائزہ
- اسناد، جرح وتعدیل سے متعلق محدثین کی کوششیں اور سنت کی حفاظت میں ان کی اہمیت
- محدثین کے نزدیک حدیث کو پرکھنے کا معیار
- علم اصول حدیث (مصطلح) اور حفاظتِ حدیث
- علم علل الحدیث اور حفاظتِ حدیث
- علم تخریج الاحادیث اور حفاظتِ حدیث
- من گھڑت احادیث وضع کئے جانے کے سلسلے میں محدثین کی کوششوں کا تذکرہ
- احادیث کی شرح میں لکھی جانے والی کتب کا تذکرہ
- علم غریب الحدیث کے سلسلہ میں علما کی مساعی کا تذکرہ
- سنتِ نبویؐ کی تصنیف وتحقیق کے سلسلہ میں موجودہ دور کی مساعی کا علمی محاکمہ
- حدیث کا ایک جامع انسائیکلو پیڈیا...... حقیقت اور توقعات کے درمیان!
- سنت اور سیرت کی خدمت کے لئے ماڈرن تکنیک کا استعمال
- سنت سے متعلق علمی اور طبی اعجاز کے اثبات کے قواعد
- سنت سے متعلق علمی اور طبی اعجاز پر مشتمل کوششوں کا علمی محاکمہ

ب : بابت سیرت نبویؐ

- مسلمانوں کے طرزِ حیات میں سیرتِ نبویؐ کے مطالعہ کی اہمیت
- سیرتِ نبویؐ کے حصول کے لئے مصادر کا تاریخی محاکمہ
- سیرتِ نبویؐ سے متعلق صحیح اور ضعیف روایات میں تمیز کرنے کے بارے اہل علم کی مساعی
- رتِ نبویؐ سے متعلق روایات؛ محدثین کے وضع کردہ قواعد اور مؤرخین کی جمع کردہ

روایات کے مابین

- سیرتِ نبویؐ سے متعلق تصانیف: ایک تاریخی جائزہ
- رتِ نبویؐ پر لکھی گئی تصانیف کا طریق کار، ایک تنقیدی جائزہ
- ہ السیر ہ کے میدان میں علما کی کوششیں
- موجودہ دور میں سیرت سے متعلق مسلمانوں کی کاوشوں کا تذکرہ

۳ سنت اور سیرت سے متعلق سعودی عرب کی کاوشوں کا تذکرہ

- سعودی عرب میں حکومتی اور عوامی سطح پر قرآن کے ساتھ سنت کو بطورِ اساس تسلیم کیا جانا
- سنت اور سیرت کی خدمت میں مملکت کے علما کا حصہ
- سنت اور سیرت کی خدمت میں حرمین شریفین کا حصہ
- مملکت کے نظامِ تعلیم میں سنت اور سیرت کا مقام
- سنت اور سیرت کی خدمت میں مملکت کی یونیورسٹیوں کا حصہ
- مملکت کے نظامِ تعلیم میں سنت اور سیرت کے مناہج (نصاب) کا علمی جائزہ
- سنت اور سیرت کی خدمت میں مختلف علمی مراکز اور اداروں کا حصہ
- سنت اور سیرت کی خدمت میں مملکت کے ذرائع ابلاغ کا حصہ
- سنت اور سیرت کی کتابوں کی طبع واشاعت اور تقسیم میں حکومتی اور عوامی سطح پر مملکت کا حصہ
- دُنیا بھر میں سنت اور سیرت کو پھیلانے میں سعودی عرب کا حصہ

۴ غیر عرب زبانوں میں سنت اور سیرت پر کیے گئے علمی کاموں کا جائزہ

- کسی غیر عربی زبان میں سنت پر کیے گئے کام کا علمی جائزہ
- کسی غیر عربی زبان میں سیرت پر کیے گئے کام کا علمی جائزہ
- کسی غیر عربی زبان میں سنتِ نبویؐ سے متعلق کتب و مقالات کی ببلو گرافی
- کسی غیر عربی زبان میں سیرتِ نبویؐ سے متعلق کتب و مقالات کی ببلو گرافی

www.KitaboSunnat.com

❺ ماضی وحال میں سنت وسیرت پر کیے گئے شبہات کا جائزہ اور تردید

- مستشرقین کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات اور شبہات
- ملحد اور مغرب زدہ عناصر کی طرف سے پیش کردہ اعتراضات اور شبہات
- صرف قرآن پر اکتفا کرنے کے دعویدار حضرات کے اعتراضات اور شبہات
- گمراہ فرقوں کی طرف سے اُٹھائے گئے اعتراضات اور شبہات
- عالمی انسائیکلو پیڈیاؤں میں اُٹھائے گئے اعتراضات اور شبہات
- ان تمام اعتراضات اور شبہات کی تردید میں مسلمان علما کی کاوشوں کا تذکرہ

ان موضوعات پر لکھے گئے مقالات کی تعداد اَسّی تھی، چنانچہ ہر مقالہ کا خلاصہ پیش کرنے کے لئے کل سولہ نشستیں ترتیب دی گئیں جو تین دن پر محیط تھیں۔ تمام مقالات عمدگی کے ساتھ طبع کئے گئے تھے اور ہر صاحبِ مقالہ کو اپنے مقالہ کا خلاصہ پیش کرنے کے لئے بارہ منٹ دیے گئے تھے، گویا ہر نشست میں پانچ مقالہ نگاروں نے شرکت کی۔ ہر نشست کا دورانیہ ڈیڑھ گھنٹہ رکھا گیا تھا جس میں آدھا گھنٹہ حاضرین مجلس کی طرف سے سوال و جواب یا علمی مشارکت کے لئے رکھا گیا تھا۔

مذاکرے کے افتتاحی اجلاس میں سعودی عرب کے وزیر برائے اسلامی امور، اوقاف، دعوت وتبلیغ شیخ صالح بن عبدالعزیز نے خصوصی شرکت کی اور مذکورہ دونوں عنوانات (سنت اور سیرت) کی اہمیت کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس اجلاس کے بعد اس نمائش کا بھی افتتاح کیا گیا جو 'شاہ فہد کمپلیکس برائے طباعتِ قرآن' نے اپنی عظیم کاوشوں کے بارے میں ترتیب دی تھی اور جس میں مرکزی حیثیت اس نئے پروجیکٹ کو حاصل تھی جو سنت اور سیرت کی ایک جامع ویب سائٹ کی شکل میں عالم اسلام کو پیش کیا گیا تھا۔ پہلے تو اس کا تعارف ایک بڑی اسکرین پر کرایا گیا اور پھر وزیر اوقاف نے باقاعدہ اس کے افتتاح کا اعلان کیا۔ نمائش میں نہ صرف شاہ فہد کمپلیکس بلکہ اڑتیس دوسرے سعودی اداروں کی مطبوعات بھی پیش کی گئی تھیں۔

www.KitaboSunnat.com

چند منتخب مقالات: تعارف وتذکرہ

اس مختصر مضمون میں تمام ۸۰ مقالات کے عناوین کا احاطہ تو نہیں کیا جاسکتا، ان چند مقالات کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو راقم السطور کے لئے باعثِ کشش رہے:

۱ ڈاکٹر عبداللہ بن محمد دمفو کا مقالہ بعنوان 'سنتِ نبویؐ کی خدمت میں جدید تکنیک کا حصہ':
اس مقالہ میں صحیح بخاری کی چند احادیث کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ احادیث کی اسانید کو ڈایا گرام کی شکل دی گئی ہے اور احادیث کے راویوں کو ثقاہت یا ضعف کے اعتبار سے مختلف رنگ دیے گئے ہیں اور پھر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ان راویوں میں کوئی بھی ضعیف راوی جگہ نہیں پاسکا۔

۲ 'مدینہ منورہ سے متعلق ہر قسم کی تحقیق کے لئے قائم شدہ مرکز' کے ڈائریکٹر عبدالباسط بن عبدالرزاق نے اس مرکز کا تعارف کرایا اور بتایا کہ یہ مرکز مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں ہونے والے تمام غزوات کو اس شکل میں پیش کرنا چاہتا ہے کہ ناظرین اسکرین پر ان تمام مقامات کو دیکھ سکیں جہاں یہ غزوات پیش آئے تھے۔ نمونہ کے طور پر انہوں نے کمپیوٹر کی مدد سے اسکرین پر غزوۂ اُحد کا ایک ابتدائی منظر بھی پیش کیا جس میں کفارِ مکہ کا مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے جبل اُحد کے دامن میں اپنی افواج کو جمع کرنا، مسلم مجاہدین کا جبل اُحد تک پہنچنا اور پھر افواجِ قریش کے سامنے پوزیشن لینا، تیراندازوں کا عقب کی گھاٹی پر متعین کیا جانا اور معرکہ کا انفرادی مقابلہ کی شکل میں آغاز ہونا دکھایا گیا تھا۔ چونکہ مقرر کے بارہ منٹ اسی تمہید میں نقطہ اختتام تک پہنچ گئے تھے، اس لئے سارا ہال جو بڑی محویت کے ساتھ اس منظر کو دیکھ رہا تھا، اس نشست کے صدر کی مداخلت کی بنا پر باقی روئداد دیکھنے سے محروم رہا۔ اس پیشکش میں کوئی انسانی ہیولا نہیں ظاہر کیا گیا، بلکہ لکیروں اور دائروں کی شکل میں عساکر کو پیش کیا گیا۔

۳ ڈاکٹر یحییٰ بن ناصر کا مقالہ بعنوان: 'حدیثِ نبویؐ اور عملی پریکٹس کی روشنی میں حجامت (سینگی لگوانا) کا تذکرہ': دنیا میں رائج مختلف طریقہ ہائے علاج میں حجامت ایک معروف طریقہ رہا ہے جس کی شکل یہ ہے کہ جسم سے فاسد خون کو ایک مخصوص آلہ کی مدد سے چوسا جاتا ہے اور اس مقصد کے لئے آنحضور ﷺ سے منقول جسم کے خاص خاص حصوں ہی کو حجامت کے لئے چنا جاتا ہے۔ یہ عمل کئی مرتبہ دہرانے سے کئی امراض کو شفا بخشتا ہے اور روز بروز اس

طریقہ علاج کی افادیت بڑھتی چلی جارہی ہے۔

۴ ڈاکٹر عبداللہ بن عمر ابوموسیٰ کا مقالہ بعنوان: 'حدیثِ نبویؐ اور جدید طریقہ علاج میں حبہ سودا کی اہمیت' حبہ سوداء سے مراد کلونجی یا Black Seed ہے۔ کلونجی کی فضیلت میں کئی احادیث وارد ہیں۔ مشہور حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

”في الحبة السوداء شفاء من كل داء إلا السام ، قال ابن شهاب: السام الموت والحبة السوداء شونيز“ (بخاری، مسلم)

''کلونجی میں ہر مرض (سوائے موت) کی شفا ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں: السام سے مراد موت ہے اور حبہ سودا کو شونیز بھی کہا جاتا ہے''

فاضل محقق نے ان تحقیقات کا خلاصہ پیش کیا ہے جو حبہ سودا کی افادیت سے متعلق ہیں، خاص طور پر مندرجہ ذیل امراض میں:

۱۔ کینسر سے بچاؤ کے لئے
۲۔ دردوں کو سکون پہنچانے کے لئے
۳۔ جسم میں امراض کے مقابلہ میں قوتِ مدافعت بڑھانے کے لئے
۴۔ مختلف اقسام کے بکٹیریا کو ختم کرنے کے لئے
۵۔ بلہارسیا اور انتڑیوں کے دوسرے کیڑوں کا ازالہ کرنے کے لئے
۶۔ کینسر کے علاج کے لئے مستعمل دواؤں کے زہریلے اثرات کے ازالہ کے لئے
۷۔ جگر کی قوتِ مدافعت میں اضافہ کے لئے
۸۔ خون میں شکر کی نسبت میں کمی کے لئے
۹۔ خون میں سرخ ذرّات کے اضافہ اور سفید ذرات کی کمی کے لئے
۱۰۔ معدہ کو پھوڑا بننے سے بچانے کے لئے
۱۱۔ سانس کی تکالیف، مرض دمہ، دورانِ خون کی بہتری اور خون میں چربی کے ازالہ کے لئے

۵ ڈاکٹر محمد موہر علی (لندن) کا مقالہ بعنوان: 'انگریزی زبان میں سیرت کی کتابوں کا تذکرہ' اس مقالہ میں ان چیدہ چیدہ انگریزی کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے جو سترہویں صدی سے لے کر اب تک سیرت کے موضوع پر تحریر کی گئی ہیں۔ جس میں پرانے اور نئے ان مستشرقین کی

www.KitaboSunnat.com

آرا کا خلاصہ بھی پیش کیا گیا ہے جنہوں نے خاص طور پر اللہ کے رسول ﷺ کی ذات والا صفات کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ ان میں ہمفری بریڈو، ایڈورڈ گبن، ولیم میور، مارگولیتھ اور منٹگمری واٹ سرفہرست ہیں۔

❻ راقم الحروف نے اربابِ شاہ فہد کمپلیکس کی خواہش پر انگریزی زبان میں سنت کے بارے میں کتاب یا مضمون کی شکل میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اسے ببلو گرافی کی شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ مقالہ کانفرنس میں پیش ہونے والے تمام مقالات میں صفحات کے اعتبار سے سب سے ضخیم تھا۔ دو سو دس صفحات پر مشتمل اس ببلوگرافی میں آٹھ سو سے زیادہ کتب اور مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے۔ خیال رہے کہ اس سلسلہ میں یہ پہلی کوشش نہیں ہے بلکہ مجھ سے قبل جرمنی کے نو مسلم احمد وان ڈانفر نے یورپین زبانوں میں سنت واحادیث کی کتب اور تحریروں پر ایک ببلوگرافی شائع کی تھی جس میں انگریزی زبان کے ساڑھے تین سو ٹائٹل شامل تھے۔ یہ کتاب ۱۹۸۱ء میں اسلامک فاؤنڈیشن لیسٹر (برطانیہ) سے شائع ہوئی۔ اس سے ایک سال قبل امریکہ کے محمد انیس اور عالیہ نسرین اطہر بھی اسی موضوع پر ایک ببلوگرافی شائع کر چکے تھے۔ گویا دونوں کتابوں میں ۱۹۸۰ء تک کی کتب کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پچھلے تیئس سال میں چونکہ مسلم اہل قلم کی طرف سے اس موضوع پر بہت کچھ احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے، اس لئے میری اصل کاوش اسی مرحلہ سے متعلق ہے، گویا پچھلی دونوں کتابوں پر میرے اس مقالہ میں پانچ سو کے لگ بھگ عناوین کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۰ء تک کتب ستہ میں سے صرف بخاری، مسلم اور سنن ابوداؤد کے تراجم موجود تھے، اضافات میں سنن نسائی کی پہلی جلد، موطأ امام مالک کا نیا ترجمہ اور احادیثِ رسولؐ پر مبنی تفسیر ابن کثیر کا ترجمہ شامل ہے۔ ایسے ہی پہلی دونوں فہرستوں میں شیخ البانی کو جگہ نہیں ملی تھی، میری اس فہرست میں شیخ البانی کی کتاب صفة صلاة النبي ﷺ کا ترجمہ بقلم اسامہ حسن شامل ہے۔ حدیث اور سنت پر میرے ایم اے اور پی ایچ ڈی کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مقالات کا بھی تذکرہ ہے اور میری کوشش ہوگی کہ اس فہرست کے آئندہ ایڈیشن میں والدِ گرامی قدر شیخ الحدیث مولانا عبدالغفار حسن مدظلہ العالی کی تصنیف 'انتخابِ حدیث' کے انگریزی ترجمہ کا بھی ذکر آجائے جو

www.KitaboSunnat.com

فرزندِ عزیز اسامہ حسن کے قلم سے مکمل ہو چکا ہے اور اب صرف مرہونِ طباعت ہے۔

یہ بات تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس طرح ہمارے خاندان کی تین نسلوں کو اس فہرست میں باستحقاق جگہ مل رہی ہے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء

آخر میں چند دوسرے نمایاں مقالات کے عناوین اور مصنّفین کا تذکرہ قلمبند کئے دیتا ہوں:

① 'جدید تکنیک؛ سنت اور سیرت کی خدمت میں' ازقلم ڈاکٹر ابراہیم بن حماد الریس

② 'عہدِ نبویؐ میں حدیثِ نبویؐ کی کتابت؛ اجازت اور عدمِ اجازت کے مابین'
ازقلم ڈاکٹر حسناء☆ بنت بکری نجار

③ 'چودھویں صدی ہجری کے نصف آخر سے اب تک سنت پر تصنیفات کا جائزہ'
ازقلم ڈاکٹر خلدون بن محمد سلیم الاحرب

④ 'بوڈے کی سیرتِ محمدؐ میں اٹھائے گئے اعتراضات اور شبہات کا جواب'
ازقلم ڈاکٹر مہدی بن رزق اللہ احمد

⑤ 'سنت کے سائنسی اور طبی لحاظ سے معجزانہ پہلو کا علمی جائزہ'
ازقلم ڈاکٹر احمد بن ابوالوفا عبدالآخر

⑥ 'گولڈزیہر، شاخت اور دوسرے مستشرقین کے مزعومہ خیالات کا ردّ'
ازقلم ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخطیب

⑦ 'شبلی نعمانی کی کتاب سیرت النبیؐ اور اس کے تکملہ کا علمی جائزہ'
ازقلم ڈاکٹر تقی الدین ندوی

⑧ 'برٹش انسائیکلو پیڈیا میں آنحضورؐ کے بارے میں دی گئی آرا کا جائزہ'
ازقلم ڈاکٹر ولید بن بلیہش العمری

⑨ 'اُردو زبان میں سنتِ نبوی پر تحریر شدہ کتابوں کی ببلو گرافی'
ازقلم ڈاکٹر احمد خان بن علی محمد

⑩ 'ترکی زبان میں حدیث اور علومِ حدیث کی تالیفات کی ببلو گرافی'
ازقلم ڈاکٹر بنیامین بن دورموش اُرول

☆ خیال رہے کہ اس کانفرنس میں خواتین نے بھی حصہ لیا تھا۔ ان کے لئے علیحدہ ہال کا انتظام کیا گیا تھا۔ مقررہ خواتین کی رسائی مردوں تک صرف مائیک کے توسط سے تھی، اور اسی نظم کے تحت انہوں نے ہر نشست کے آخری حصہ میں ہونے والے مذاکرہ میں بھی حصہ لیا۔

www.KitaboSunnat.com

⑪ 'سنت کے طبی اور علمی معجزانہ پہلو میں کون سے اصول ملحوظِ خاطر رہیں'
از قلم ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالعزیز المصلح

⑫ 'فرانسیسی زبان میں سیرت پر تالیفات' از قلم ڈاکٹر حسن بن ادریس عزوزی

⑬ 'سنت اور سیرت کے حوالہ سے روسی مستشرقین کی کاوشوں کا جائزہ'
از قلم ڈاکٹر سلیمان بن محمد الجاراللہ

⑭ 'نیسابوری کی کتاب جمل الغرائب کا علم غریب الحدیث میں مقام'
از قلم ڈاکٹر محمد اجمل بن محمد ایوب اصلاحی

⑮ 'سنت اور سیرت کی خدمت میں سعودی عرب کے علما کا حصہ'
از قلم ڈاکٹر صالح بن غانم السدلان

⑯ 'سنتِ نبویؐ کی حفاظت میں علم علل الحدیث کا حصہ' از قلم ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس

⑰ 'سنتِ نبویؐ کی خدمت میں علم تخریج کا حصہ' از قلم ڈاکٹر عبدالغفور بن عبدالحق بلوچ

⑱ 'سیرتِ نبویؐ سے متعلق روایات؛ محدثین اور مؤرخین کے قواعد کے مابین'
از قلم ڈاکٹر اکرم بن ضیاء العمری

⑲ 'سنتِ نبویؐ کی خدمت میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی کاوشیں'
از قلم ڈاکٹر ابراہیم بن علی العبید

⑳ 'سنتِ نبویؐ کی حفاظت میں اسناد اور علم جرح وتعدیل کی اہمیت'
از قلم ڈاکٹر صالح بن حامد الرفاعی

㉑ 'تفسیر کی اہم کتابوں میں سیرت کا تذکرہ' از قلم ڈاکٹر عصام بن عبدالمحسن الحمیدان

㉒ 'شریعت میں سنت کا مقام بحیثیتِ مصدرِ ثانی' از قلم ڈاکٹر نور بنت حسن قاروت

㉓ 'ہوسا زبان میں سنتِ نبویؐ سے متعلق کلام' از قلم شیخ محمد الثانی بن عمر موسیٰ

㉔ 'عبرانی انسائیکلو پیڈیا میں اسلام اور رسولِ اسلام سے متعلق اعتراضات کا جائزہ'
از قلم ڈاکٹر موسیٰ البسیط

مندرجہ بالا سطور میں ۸۰ میں سے ۳۰ مقالات کا کچھ تفصیلی اور کچھ مختصر تذکرہ کیا گیا ہے۔
گویا باقی پچاس مقالات کا اجمالی تذکرہ راقم الحروف کے ذمہ قرض رہے گا، جسے اُتارنا قارئین

www.KitaboSunnat.com

کی دلچسپی پر منحصر ہے۔

احسان ناشناسی ہوگی، اگر اس مضمون کے آخر میں ڈاکٹر ف عبدالرحیم اور ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی کا تذکرہ نہ کروں۔ اوّل الذکر غیر عربی دان حضرات کے لئے عربی زبان کی تعلیم کے حوالہ سے کئی تالیفات کی بنا پر مشہور و معروف ہیں اور آخر الذکر جامعہ اسلامیہ سے ریٹائر ہونے کے بعد صحیح احادیث پر ایک جامع اور مکمل مجموعہ ترتیب دینے میں مشغول ہیں۔ ان دونوں حضرات نے چند دیگر محققین کے تعاون سے تمام مقالات کا جائزہ لیا اور سیمینار میں پیش کرنے سے قبل ان کی علمی اور تحقیقی حیثیت کو جانچا اور پھر ان کی پُروف ریڈنگ اور طباعت میں خوش نمائی اور سلیقے کو متعارف کرایا۔ فجزاهم الله خير الجزاء

نوٹ: اس سے قبل اکتوبر ۲۰۰۰ء میں 'مجمع ملک فہد' میں ایسا ہی ایک عالمی پروگرام 'قرآن کریم' پر بھی منعقد ہو چکا ہے۔ جس میں اسی طرح قرآن کریم اور اس کے علوم کو مختلف حوالوں سے موضوعِ بحث بنایا گیا تھا۔ مجلس التحقیق الاسلامی کی لائبریری میں نہ صرف اس پروگرام کے مقالات اور انتظامی تفصیلات مطبوعہ شکل میں موجود ہیں بلکہ ایک کمپیوٹر سی ڈی کی شکل میں بھی دستیاب ہیں۔ شائقین لائبریری اوقات (۹ تا ۵ بجے) میں استفادہ کر سکتے ہیں۔ ادارہ

www.KitaboSunnat.com

یادِ رفتگاں

مولانا محمد یوسف انور☆
فیصل آباد

مولانا قاری عبدالخالق رحمانیؒ کی یاد میں

راقم کے والد مرحوم حاجی عبدالرحمٰن پٹوی علمائے کرام کے بے حد معتقد تھے، علما کی خدمت وتکریم اور میزبانی ان کا روزمرہ معمول تھا۔ ہمارے غریب خانہ پر مختلف اوقات میں جو علماء و صلحا مہمان رہے، ان کی فہرست طویل تر ہے جن میں سے بعض کے اسماے گرامی کچھ اس طرح ہیں: صوفی محمد عبداللہؒ اوڈانوالہ، حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ، مولانا عبدالمجید یزدانیؒ، مولانا عبدالمجید سوہدریؒ، علامہ محمد یوسف کلکتویؒ، مولانا قاری عبدالخالق رحمانیؒ، حافظ محمد اسماعیل ذبیحؒ ، حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، سید محمد اسماعیل شاہ مشہدیؒ، مولانا احمدالدین گکھڑویؒ، مولانا علی محمد صمصامؒ، مولانا سید عبدالغنی شاہؒ، مولانا نور حسین گرجاکھیؒ، حافظ محمد ابراہیم کمیرپوریؒ، حافظ محمد شریف سیالکوٹیؒ ، مولانا محمد رفیق خان پسروریؒ، مولانا محمد یحییٰ حافظ آبادیؒ، مولانا محمد عبداللہ ثانیؒ ، حافظ عبدالحق صدیقیؒ، مولانا محمد یحییٰ شرقپوریؒ، حافظ محمد یحییٰ عزیز حفظہ اللہ، حافظ عبداللہ شیخوپوریؒ، مولانا معین الدین لکھوی مدظلہ العالی، مولانا محی الدین لکھویؒ، مولانا محمد عبداللہ بوریوالہ حفظہ اللہ، مولانا محمد اسحٰق بھٹی حفظہ اللہ، قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری اور مولانا محمد صدیقؒ سرگودھوی وغیرہ

ان میں سے بزرگ اور پاکباز شخصیات صوفی عبداللہ، بڑے حافظ صاحبؒ محدث روپڑی اور مولانا عبدالمجید ہزارویؒ کا تو ہمارے ہاں ہفتوں قیام رہتا۔ ان حضرات کے عقیدت مند آتے رہتے اور فیوض و برکات اور دعاؤں سے مستفید ہوتے۔ ہمارے گھر کے تمام چھوٹے بڑے افراد ان صلحا کے آرام اور خوردونوش کا خیال رکھتے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء، المیہ یہ ہے کہ نہ ایسے مہمان رہے اور نہ ہی میزبان، اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے!

☆ نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث، پاکستان

www.KitaboSunnat.com

مولانا احمد دین گکھڑوی مرحوم مستقل طور پر ہمارے پاس قیام پذیر تھے، بس شب و روز اُن کا ساتھ والد علیہ الرحمہ سے تھا۔ مولانا علی محمد صمصامؒ جب بھی تبلیغی سفر پر جاتے یا واپس آتے ، یہ نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ ہمیں ملے بغیر چلے جائیں۔ ان نیک صفات اہل علم کو بھی والد علیہ الرحمہ کے زُہد وتقویٰ کے سبب ان سے قلبی لگاؤ تھا۔ حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی سے تو ابا جان کو بہت ہی محبت و پیار تھا۔ جن دنوں یہ روپڑی برادران فیصل آباد کی جامع اہلحدیث امین پور بازار، مسجدِ مبارک منٹگمری بازار اور مسجد الفردوس گلبرگ سی میں خطباتِ جمعہ دیتے رہے، کئی کئی روز تک ان کی نشست و برخاست ہمارے گھر پر رہتی۔

حافظ عبدالقادر روپڑی چند سال مسجد الفردوس اور پھر مسجد مبارک منٹگمری بازار میں رمضان المبارک میں قرآن سناتے رہے، وہ اتنے باہمت تھے کہ نمازِ فجر کے بعد درسِ قرآن دے کر روزانہ لاہور جاتے اور وہاں ہفت روزہ 'تنظیم اہلحدیث' کی اشاعتی ذمہ داریاں اور دیگر کاموں کی دیکھ بھال کرکے نمازِ عصر کے بعد واپس فیصل آباد افطاری کے وقت پہنچ جاتے، اس کے بعد تراویح اور پھر منزل کا خلاصہ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ۔ گرمیوں کے رمضان میں پورا مہینہ ان کا یہ عمل رہتا۔ بڑی عمر کے احباب جانتے ہیں کہ روپڑی برادران میدانِ مناظرہ اور میدانِ خطابت کے شہسوار تھے، حافظ محمد اسماعیل جیسا شیریں کلام خطیب اور ہردلعزیز ومتواضع عالم اس بندۂ عاجز نے نہیں دیکھا۔ دونوں بھائیوں کے سٹیج پر ہوتے ہوئے کسی اور عالم یا مقرر کی حیثیت ثانوی رہ جاتی، لوگوں کے اشتیاق اور توجہات کا مرکز یہی رہتے۔

تقسیم ہند کے بعد حافظ محمد اسماعیل روپڑی کچھ عرصہ قیوم منزل بالمقابل مزارِ قائد، کراچی رمضان المباک میں قرآن سناتے رہے۔ قیوم منزل والے حاجی عبدالقیوم پشاور سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ قیوم ٹیکسٹائل ملز کے مالک تھے اور عرصہ دراز سے کراچی میں رہائش پذیر تھے۔ بڑے ہی وضع دار و باوقار اور مہمان نواز بزرگ تھے، حافظ صاحب کے خصوصی خدمت گزاروں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ملک بھر سے آنے والے سفیرانِ مدارسِ دینیہ سے ضرور تعاون کرتے۔

اب آتے ہیں حضرت مولانا قاری عبدالخالق رحمانیؒ سے ہماری شناسائی کی طرف، یہ اس لڑکپن کے زمانے کی حسین یاد ہے جب راقم ۱۹۵۵ء میں دسویں جماعت کا طالبعلم تھا، جون کا

www.KitaboSunnat.com

مہینہ اور گرمیوں کی چھٹیاں تھیں۔ رمضان شریف بھی گزر رہا تھا کہ کراچی سے حافظ محمد اسماعیل صاحب نے بصد شفقت حکم دیا کہ کراچی آؤ اور ملک کا سب سے بڑا شہر دیکھو۔ چنانچہ میں اپنے دوست شیخ محمد یونس کے ہمراہ کراچی جا پہنچا۔ ہم دونوں دن کے وقت اِدھر اُدھر سیر وتفریح کے لئے نکل جاتے، رات کو حافظ صاحب کی امامت میں قیوم منزل پہنچ کر نمازِ تراویح میں شرکت کرتے جہاں کراچی کے دور دراز علاقوں سے آئے ہوئے نمازیوں کی ایک کثیر تعداد جمع ہوتی۔ تراویح کے بعد میزبان حاجی عبدالقیوم تمام شرکا کو ٹھنڈے مشروبات اور آئس کریم پیش کرتے۔ حضرت مولانا قاری عبدالخالق رحمانی جنہیں اب مرحوم لکھتے ہوئے قلم لرزتا ہے اور دل غمزدہ ہے، اپنی مسجدِ خضرا میں نمازِ تراویح پڑھا کر روزانہ قیوم منزل آجاتے۔

قاری صاحب بلند پایہ عالم دین، جامع معقولات ومنقولات اور درس وتدریس کے قابل ترین اُستاذ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بارعب شکل وشباہت، لمبا قد کاٹھ اور قوی جسم عطا فرمایا تھا، مرنجاں مرنج طبیعت اور خوش طبعی وخوش اخلاقی جیسی وافر خصوصیات ودیعت کی تھیں، یوں سمجھئے بسطة في العلم والجسم کے مصداق شخصیت تھے۔ آپ کی تقریر میں شعلہ نوائی اور خطابت میں ایک خاص قسم کی یکتائی پائی جاتی تھی، شستہ اور مادری زبان اُردو اور لحن داؤدی میں آیاتِ قرآنی کی تلاوت بڑی بہار پیدا کردیتی۔ حافظ محمد اسماعیل اس محفل کشت زعفران کے روحِ رواں ہوتے۔ حافظ صاحب علیہ الرحمہ علم وعمل کے پیکر اور اسلامی اخلاق واقدار کا مجسمہ تھے۔ میٹھی زبان میں سلجھی ہوئی گفتگو اور سنجیدہ لطائف وظرائف خوب بیان کرتے چلے جاتے۔ افطاری کے موقعوں پر جب ان حضرات میں علامہ محمد یوسف کلکتویؒ اور حضرت الامام مولانا عبدالستار دہلویؒ کی شمولیت ہوجاتی تو رونق دوبالا ہوجاتی۔ بعض اوقات علمی بحث وتمحیص چھڑ جاتی تو بچپنے کے سبب ہمارے پلے تو کچھ نہ پڑتا مگر بڑے محظوظ ہوتے۔

قاری عبدالخالق صاحب اور حافظ محمد اسماعیل صاحب کو قرآنِ حکیم کا بہت ضبط تھا، دونوں دوست سارا دن قریباً اکٹھے گزارتے۔ پانچوں نمازوں کے بعد کبھی کسی مسجد میں اور کبھی کسی کالونی یا کوٹھی میں وعظ وتقاریر کا سلسلہ جاری رہتا، مگر ہم نے نہیں دیکھا کہ اُنہوں نے قرآنِ مجید کھولا ہو اور منزل پر نظر ڈالی ہو۔ رمضان المبارک ختم ہونے پر ڈیڑھ دو ماہ تک کراچی کے

www.KitaboSunnat.com

پارکوں، باغوں اور بڑی بڑی مساجد میں جلسوں کے پروگرام ہوتے۔ حضرت پیر سید بدیع الدین شاہ مرحوم بھی کبھی کبھار مدعو ہوتے۔کراچی کی مکدر فضاؤں میں توحید و سنت کی تبلیغ واشاعت اور شرک و بدعات کی تردید میں ان عظیم رہنماؤں کا بڑا کردار ہے۔ایک دفعہ بریلوی مناظر مولانا محمد عمر اچھروی بھی کراچی آپہنچے اور مناظرے کے چیلنج شروع کردیے، بالآخر ایک عام جگہ پر طے شدہ وقت پر دونوں جانب سے سٹیج لگ گئے۔ قاری صاحب کی صدارت میں حافظ محمد اسماعیل صاحب نے ابتدائی دو تین مکالموں میں ہی اچھروی صاحب کی ایسے پکڑ کی کہ اُنہیں جان چھڑانا مشکل ہوگیا۔ جواباً اینٹوں، پتھروں کی بارش کردی گئی لیکن سامعین کا بھاری اجتماع سمجھ گیا کہ حق وصداقت کا مسلک کیا ہے۔حافظ عبدالقادر ٹرین لیٹ ہوجانے کی وجہ سے دیر سے پہنچے، اچھروی صاحب بمع لاؤلشکر جب میدان چھوڑ گئے تو دونوں بھائیوں نے تادیر قرآن وسنت کی بارش سے دلوں کی آبیاری کی اوراس طرح کراچی میں احادیث کی دھاک بیٹھ گئی۔

ہمارے کراچی قیام کے دنوں ہی کا واقعہ ہے کہ شہر میں نمازِ تراویح کی مسنون تعداد کا مسئلہ چل نکلا۔ دیوبندی عالم مولانا احتشام الحق تھانوی معتدل مزاج اور بڑے شریں نوا مقرر تھے، اُنہیں بھی اس بحث میں گھسیٹ لیا گیا، دونوں طرف سے اشتہارات چھپ گئے، حضرت قاری صاحب میدان میں ڈٹ گئے اور مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ قاری صاحب کی تقریروں اور حافظ محمد اسماعیل صاحب کے اخباری بیانات پر مولانا تھانوی خاموش ہوگئے۔ پھر کیا تھا جگہ جگہ قاری صاحب کی للکار سنائی دینے لگی نتیجتاً سنت کے شیدائیوں کی تقویت اور فروغ کے لئے فضا سازگار ہوتی چلی گئی

ے

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ
تمہیں سوگئے داستان کہتے کہتے

یہ کوئی ۱۹۷۲ء کی بات ہوگی کہ ملتان کی ایک تنظیم نے قلعہ کہنہ، قاسم باغ میں بڑے پیمانے پر 'توحید کانفرنس' کے انعقاد کا اہتمام کیا جس میں اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی اور شیعہ ہر ایک میں سے چوٹی کے مقرر کو دعوت دی گئی۔ اہل حدیث کی طرف سے قاری عبدالخالق رحمانی، دیوبندیوں میں سے مولانا غلام اللہ خان، بریلویوں میں صاحبزادہ فیض الحسن اورشیعہ میں سے

علامہ اظہر حسن زیدی مقررین تھے۔ ایک ایک گھنٹہ وقت تھا، راقم خود اس عظیم جلسہ گاہ میں موجود تھا۔ان تمام نامی گرامی مقررین میں سے قاری صاحب کی تقریر اوّل اور سرفہرست شمار ہوئی۔ ان کی تقریر کا امتیاز یہ تھا کہ قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ ساتھ منطق و فلسفہ اور سائنسی براہین ایسے اُچھوتے انداز سے بیان کرتے کہ خواص وعوام حیران اور عش عش کر اُٹھتے۔ یوں تو قاری صاحب سے ملک کا تقریباً ہر حصہ متعارف تھا مگر ملتان، فیصل آباد اور لاہور میں اکثر ان کے خطاب اور تقریروں کے پروگرام رہتے۔مرکزی جمعیت اہلحدیث کی سالانہ کانفرنسوں، فیصل آباد میں جمعیت شبان اہل حدیث اور جامعہ سلفیہ کے جلسوں میں اور باغ عام خاص ملتان میں کی گئی ان کی معرکہ آرا اور پرجوش تقریریں تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ بس یوں سمجھئے بقول مولانا ظفر علی خان

بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسولؐ میں

فیصل آباد میں جب ان کا آنا ہوتا تو شہر کے علما کے ساتھ ہم ان کی کوئی نہ کوئی مجلس ضرور قائم کر دیتے۔ مولانا عبدالرحیم اشرفؒ، مولانا محمد صدیقؒ، مولانا محمد اسحٰق چیمہؒ اور مولانا محمد شریف اشرفؒ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین جیسے علم وعمل کے پہاڑ اور فہم وفراست کے لوگ اب کہاں پیدا ہوں گے

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ
افسوس تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

اسی حلقہ علما میں قاری صاحب کی شرکت ہوتی۔ جنرل ضیاء الحق کے دور میں اسلامائزیشن کے جو اقدامات کیے گئے، ان دنوں اسلام آباد میں ہونے والے علما کنونشنوں میں مرکزی جمعیت کے وفود میں قاری صاحب کی شمولیت لازمی ہوتی۔ دو تین ایسے موقعوں پر راقم بھی ان وفود میں جاتا رہا، بہرحال یہ صحبتیں اور رفاقتیں بھلائے نہیں بھول سکتیں۔

قاری صاحب روزِ اوّل سے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ساتھ وابستہ رہے، مولانا لکھوی کے دورِ امارت میں سینئر مرکزی نائب امیر تھے۔ جمعیت کی شوریٰ و عاملہ کے اجلاسوں میں ان کی آراء وتجاویز فیصلہ کن ہوتیں۔ کراچی میں بڑے بڑے جماعتی مدارس میں وہ صدر مدرّس کے طور پر اعلیٰ کتب پڑھاتے رہے اور پھر تبلیغ و تنظیم جمعیت میں خاصا وقت لگاتے۔

www.KitaboSunnat.com

ائمہ سلف کی طرح قاری صاحب ایک کامیاب تاجر بھی تھے۔ میرٹ روڈ پر ان کا امپورٹ ایکسپورٹ کا دفتر تھا۔ نمازِ ظہر تک تعلیمی و تدریسی ذمہ داریاں نبھا کر دفتر آ کر کاروبار کرتے کچھ عرصہ سے تنظیمی تنازعات سے دل برداشتہ ہوکر گوشہ نشین ہو چکے تھے، تاہم ان کی تعلیمی سرگرمیاں بدستور جاری تھیں۔

۱۹۷۰ء میں مرکزی جمعیت کے ناظم اعلیٰ میاں فضل حق کی سربراہی میں ایک وفد مولانا محمود احمد میرپوری (جو ابھی انگلینڈ نہیں گئے تھے) اور راقم پر مشتمل سندھ کے دورہ پر گیا۔ سکھر، میرپورخاص اور حیدر آباد سے ہوتے ہوئے کراچی پہنچے جہاں قاری صاحب اور حکیم محمد یعقوب اجملی کو ساتھ ملا کر شہر بھر کے علما سے رابطہ ہوا اور ایک ہفتہ قیام کرکے آخر میں نمائندہ اجلاس میں حکیم اجملی مرحوم کو امیر جمعیت بنایا گیا۔ جنہوں نے چند ہفتوں کے بعد قاری صاحب کی سرپرستی میں مرکزی جمعیت کو ایک فعال اور مؤثر تنظیم کر دکھایا۔ اس کام میں سید عبدالرحیم غزنوی، حاجی محمد احمد لوہیا، حاجی طلحہ کریانہ والے اور حاجی اسماعیل مہ پارہ حفظہ اللہ جیسے تجار کی دامے درمے سخنے معاونت اُنہیں حاصل رہی۔ انہی کوششوں کے باعث ہی آج کراچی میں مساجد و مدارس کا جال بچھا ہوا ہے۔

حافظ محمد اسماعیل روپڑی ۱۹۶۲ء میں انتقال کر گئے تھے لیکن گذشتہ ایک لمبا عرصہ سے قاری صاحب کی شفقت ہمیں حاصل رہی۔ ان سے آخری ملاقات چوہدری ظفر اللہ مدیر جامعہ ابو بکر، کراچی کے جنازہ پر ہوئی تھی۔ مولانا حافظ مسعود عالم، حافظ محمد شریف، مولانا عتیق اللہ ستیانہ بنگلہ اور حاجی غلام محمد و غلام رسول ہمارے رفقا تھے۔ کئی ماہ سے قاری صاحب کی علالت کی خبریں آنے جانے والوں کے ذریعے معلوم ہوتی رہیں لیکن افسوس کہ قدرت کو مزید ملاقات منظور نہ تھی۔ حال ہی میں مولانا عبدالرشید حجازی تبلیغی پروگرام کے سلسلہ میں کراچی گئے تو اُنہوں نے واپسی پر بتایا کہ قاری صاحب کی تیمار داری کی تھی، وہ اس بندۂ عاجز کی خیر خیریت پوچھ رہے تھے اور دعائیں دیتے تھے۔ اب ہم ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور اہل و عیال و پسماندگان واحباب و شاگردوں کو صبر و حوصلہ کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

www.KitaboSunnat.com

LRL No. 183
Vol.39 NO.2

Monthly **MUHADDIS** Lahore

5866476
5866396

☜ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں
لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر اِفہام وتفہیم اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور افکارِ انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں
لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے
لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے
لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین ومسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین وسیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے
لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے
لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ **محدث** لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات ومحاسن سے مزین پائیں گے، اِن شاء اللہ!
کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے ——— زرِ سالانہ ۲۰۰ روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL 99-J, Model Town, Lahore 54700